علم اصول حدیث اور اس کا ارتقاء (قرن اول تا عصر حاضر)

تحریر: پروفیسر ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر
ڈائریکٹر سیرت چیئر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

علم اصول حدیث سے مراد ایسے قواعد وضوابط کا جاننا ہے جن کے ذریعے سند و متن کی معلومات ہوں یا یوں کہیے راوی و مروی کے ان احوال کا علم ہوسکے جن کی بنیاد پر حدیث کے مقبول یا مردود ہونے کا فیصلہ کیاجاتا ہے (۱) آسان الفاظ میں اس کی تعریف یہ بھی ہوسکتی ہے " اصول حدیث وہ علم ہے جس کے ذریعے راوی اور روایت کے حالات معلوم ہوتے ہیں " پھر اس کی روشنی میں حدیث کو قبول کرنے یا رد کرنے کا فیصلہ کیاجاتا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

اس علم سے مقصود بالذات روایت ہے۔ اور راوی کا ذکر روایت کی نسبت سے ہوتا ہے (۲) چنانچہ وضع حدیث کے خلاف محدثین نے جس مبارک تحریک کا آغاز کیا تھا، اس کے نتیجے میں ایسے قواعد وضوابط تیار کئے گئے جن کے مطابق حدیث کی اقسام اور اس سے متعلق تمام چیزیں بیان کی گئیں۔ اس طرح اصطلاحات کا فن وجود میں آیا، جس کے ذریعے ہم احادیث اور اخبار کی صحت معلوم کرسکتے ہیں۔ روایت اور اخبار کے سلسلے میں جو قواعد وضوابط بنائے گئے صحیح ترین قواعد ہیں۔ محدثین نے تصحیح و تسقیم کیلئے جو قواعد مقرر کئے دوسرے علماء بھی اسی راہ پر گامزن ہوگئے۔ مثلاً تاریخ، فقہ، لغت اور ادب۔ اسی طرح دیگر علوم کے قواعد کے مرہون ہیں۔ چنانچہ قرون اولی میں جو علمی تصانیف مرتب کی گئیں ان میں ہر مسئلہ اور ہر بحث کو اس کی سند کے ساتھ متصل کرکے اس کے قائل کی طرف منسوب کیاجاتا تھا، جیسا کہ شاگرد اپنے استاد کی تصانیف نسل در نسل سند کے ساتھ متصل کرکے نقل وروایت کرتے تھے۔ آج ہم مکمل یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ صحیح بخاری کا جو نسخہ ہمارے ہاں دستیاب ہے وہ درست ہے۔ کیونکہ یہ کتاب بسند متصل امام بخاری سے منقول ہوتی چلی آئی ہے۔

محدثین نے علمی بنیاد پر قواعد وضع کرنے کے سلسلہ میں سبقت و اولیت کا شرف حاصل کیا، یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو دیگر اقوام کے علماء کی تصانیف میں نہیں پائی جاتی - یہاں تک کہ ان کی کتب مقدسہ میں بھی یہ صفت موجود نہیں ہے- چنانچہ بیروت یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ کے پروفیسر اسدرستم نے تاریخی روایات کے اصول وقواعد پر ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں مصطلحات حدیث سے متعلق قواعد پر اعتماد کیا ہے- وہ لکھتے ہیں کہ اخبار وروایات کی چھان بین کیلئے یہ صحیح ترین اور جدید علمی طریقہ ہے(۳)

موضوع

مقبول ومردود ہونے کے اعتبار سے سند ومتن اس کا موضوع ہے- راوی اور روایت کو قبول کرنا یا رد کرنا، صحیح و حسن ضعیف اور حدیث کے اقسام وشروط سے بحث کی جاتی ہے جن کا راوی اور مروی میں پایاجانا ضروری ہے(۴)اس کے تحت حسب ذیل اہم مباحث آتے ہیں:

١- حدیث کی نقل کی صورت و کیفیت اور یہ کہ وہ کس کا قول وفعل ہے-

٢- حدیث کی نقل کے شرائط اور یہ کہ اس کے حصول کی کیا صورت رہی ہے-

٣- سندومتن کے مختلف حالات کے اعتبار سے حدیث کی اقسام

٤- حدیث کی تمام اقسام کے احکام

٥- روایان حدیث کے احوال کہ وہ لائق اعتبار واعتماد ہیں یا نہیں-

٦- روایان حدیث کے حق میں معتبر شرائط

٧- حدیث کی مصنفات

٨- فن کی اصطلاحات(۵)

مصطلح الحدیث کے فن میں بتایاجاتا ہے کہ کس حدیث میں علت اضطراب پیدا ہوجاتی ہے- حدیث کورد کس لئے کیاجاتا ہے- اور دوسری روایات سے حاصل کرنے کی ضرورت کن احادیث میں ہوتی ہے؟ اور حدیث کے سماع اور اس کے ضبط و تحمل کی کیفیت کیا ہے؟ محدث وطالب حدیث کے کون سے آداب ضروری ہیں؟ حدیث بیان کرنے والے لوگ جو راوی کہلاتے ہیں اور متن" کو "مروی" کہتے ہیں اس لئے فن کی تعریف میں

سند و متن کی جگہ "راوی و مروی" کو بھی ذکر کیا جاسکتا ہے۔ اور کیا جاتا ہے۔

یہ قواعد تین صدیوں تک غیر منضبط رہے۔ بعد میں جب دیگر علوم اسلامیہ مدون ہوئے، ان کو بھی جداگانہ تصانیف میں جگہ دی گئی(٦)

غایت یعنی فائدہ:

صحیح و غلط، لائق عمل اور غیر لائق عمل احادیث کا امتیاز یا مقبول و مردود کا امتیاز(۷)

اصول حدیث کی تاریخ وارتقاء:

علم اصول حدیث کو مندرجہ ذیل ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۱۔ دور اول: پہلی صدی ہجری سے تیسری صدی ہجری تک
۲۔ دور ثانی: چوتھی صدی ہجری سے چھٹی صدی ہجری تک
۳۔ دور ثالث: ساتویں صدی ہجری سے دسویں صدی ہجری تک
۴۔ دور رابع: گیارہویں صدی ہجری سے تادم آخر

دور اول پہلی صدی ہجری سے تیسری صدی ہجری تک

تمام کائنات میں مسلمانوں کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے نبی کریم ﷺ کے احوال و آثار کو محفوظ رکھنے میں بڑی محنت سے کام کیا ہے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ کی حیات طیبہ کی کوئی معمولی سے معمولی بات ہی کیوں نہ ہو آپ کے رفقاء نے اس کی جملہ تفصیلات کو نقل کیا۔ یہ نقل و روایت کا عمل غیر محتاط نہیں تھا۔ اول روز سے ہی احتیاط پیش نظر رہی۔ آنحضور ﷺ جب مسجد میں تشریف لاتے تو صحابہ کرام آپ ﷺ کی تمام باتوں اور تمام اعمال کو اپنے ذہن میں محفوظ کرلیتے اور گھر جاتے تو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات آپ ﷺ کی تمام اعمال و اشارات اپنے ذہن میں محفوظ کرلیتیں۔

حضور اکرم ﷺ کے اعمال اور باتیں جنہیں سنت کہا جاتا ہے ابتداء ہی سے غیر مرتب نہیں تھے بلکہ ہر سننے والا عقیدت کی بناپر انہیں محفوظ کرلیتا اور نہایت احتیاط سے کام لیتا۔ اور یہی احتیاط آگے چل کر اصولوں کی شکل میں ہمارے پاس محفوظ ہے۔ یوں تو اس علم کے بعض اصول و قواعد قرآن و حدیث میں موجود ہیں اور عہد نبوی ﷺ و عہد صحابہؓ میں معروف و معمول رہے ہیں(۸) مثلاً ارشاد خداوندی ہے:

یایھاالذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا (۹)
(مومنو! اگر کوئی بد کردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کرلیا کرو)
اور ارشاد نبوی ہے:
"اللہ تعالی اس شخص کو مسرور وشاد رکھے جو ہم سے کچھ سنے اور جیسا سنے ویسا ہی دوسروں تک پہنچادے۔ اس لئے کہ بہت سے وہ لوگ جن تک کوئی بات پہنچائی جائے وہ سننے والے سے زیادہ محفوظ رکھنے والے ہوتے ہیں۔
ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں!
"اس لئے کہ بہت سے علم کے حاملین ان لوگوں تک علم کی بات پہنچاتے ہیں جو ان سے زیادہ فقیہہ ہوتے ہیں اور بعض علم کی بات جاننے والے خود فقیہ نہیں ہوتے (۱۰)
البتہ باقاعدہ علم وفن کی صورت جیسے دوسرے اسلامی علوم وفنون کی بعد میں ہوئی اس کے حق میں بھی ہوا۔ اور ایک زمانے تک اس کے بھی سیکھنے وسکھانے اور نقل کا سلسلہ زبانی ہی جاری رہا پھر جمع و تصنیف کی نوبت آئی۔

ابتدائی عہد میں معروف ومعمول بہ قواعد نے فن کے دوسرے اصول وقواعد اور مباحث کی طرف رہنمائی کی تو ہوتے ہوتے موجودہ صورت حال سامنے آئی۔ مثلاً مذکورہ بالا ارشاد خداوندی کی بنا پر کسی بات کے اعتبار کیلئے اسناد کی ضرورت محسوس کی گئی اور اسے ضروری قرار دیا گیا۔ ابن سیرین کا مقولہ ہے
" لم یکونوا یسئلون عن الاسناد حتی وقعت الفتنه فلماوقعت نظر وامن کان من اهل السن ومن کان اهل البدع ترکواحدیثه
(وہ اسناد کے متعلق فتنہ کے وقوع سے قبل سوال نہ کرتے تھے جب فتنہ واقع ہوا تو دیکھتے تھے کہ اھل سنت کون ہے اس صورت میں اہل بدعت کی احادیث چھوڑدیتے تھے (۱۱)

حافظ ذہبی (۷۴۸ھ) نے ابو بکر صدیقؓ کے احوال میں لکھا ہے:
وکان اول من احتاط فی قبول الاخبار
(وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے قبول اخبار میں احتیاط سے کام لیا (۱۲)
حضرت عمرؓ کے بارے میں لکھتے ہیں
وھوالذی سن للمحدثین التثبت فی النقل وبماکان یتوقف فی خبر الواحد

اذا ارتاب)
انہوں نے محدثین کیلئے روایت میں جانچ پڑتال کا طریقہ وضع کیا۔ اور جب انہیں شک ہوتا تو خبر واحد قبول کرنے میں توقف سے کام لیتے(۱۳) حضرت علیؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ذہبی لکھتے ہیں:

"عن علی بن ربیعه عن اسماء بن الحکم الفزاری انه سمع علیا یقول: کنت اذا سمعت رسول اللّٰہصلی اللّٰہعلیه وسلم حدیثا نفعنی اللّٰہ بماشاء ان ینفعنی منه وکان اذا حدثنی عنه غیره استحلفته فاذا حلف صدقته وحدثنی ابوبکر وصدق ابوبکر قال سمعت رسول اللّٰہصلی اللّٰہعلیه وسلم یقول مامن عبد مسلم یذنب ذنبا ثم یتوضاء ویصلی رکعتین ثم یستغفر اللّٰہ الا غفراللّٰہ له"(۱۴)

(علی بن ربیعہ سے روایت ہے وہ اسماء بن الحکم الفزاری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علیؓ کو یہ فرماتے سنا۔ جب میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ جو چاہتا مجھے نفع دیتا۔ جب آپ ﷺ سے کوئی اور حدیث مجھے بیان کرتا تو میں اس سے حلف طلب کرتا۔ جب وہ حلف اٹھالیتا تو میں اس کو سچا سمجھتا۔ حضرت ابوبکرؓ نے مجھے حدیث بیان کی اور ابوبکرؓ نے سچ فرمایا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جب کوئی مسلمان آدمی گناہ کرتا ہے پھر وضو کرتا ہے اور دو رکعت نماز پڑھتا ہے پھر استغفار کرتا ہے تو اس کو بخش دیا جاتا ہے(۱۴)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ نے اگر خود آنحضرت ﷺ سے حدیث نہ سنی ہوتی تو دوسرے کسی سے سنتے ہوئے اس سے حلف لیتے۔ اسکا مطلب یہ نہیں کہ ان کو ان پر یقین نہ ہوتا تھا کیونکہ تمام صحابہ کرام سچے لوگ تھے بلکہ ان کو اطمینان قلب اس طرح سے ہوتا تھا لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جب حضرت علیؓ سنتے تو ان سے حلف نہ لیتے کیونکہ ان کو ایسا کہنا ہی خود معیوب لگتا تھا کیونکہ صدیقؓ سے بڑھ کر کون سچا ہو سکتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کا یہ قول معروف ہے

"ان هذا العلم دین فانظرواعمن تاخذونه(۱۵)

یہ علم دین ہے آپ غور کریں کہ آپ یہ کس سے حاصل کر رہے ہیں ان حضرات کی احتیاط

صحابہ پر کسی عدم اعتماد کا نتیجہ نہیں تھی کیونکہ یہ سب لوگ صحبت رسول اللہ ﷺ کے فیض یافتہ تھے۔ یہ متقیانہ روش تھی کہ آنحضور ﷺ کی طرف سماع و فہم کی غلطی سے کوئی غلط بات منسوب نہ ہوجائے۔ اکثر صحابی روایت کرتے وقت حضور اکرم ﷺ سے مروی یہ قول پیش نظر رکھتے:

"من كذب على متعمدا فليتبوا مقعده من النار" (١٦)

(جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرتا ہے اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لینا چاہیے)

صحابہ کرامؓ آنحضور ﷺ کے بہت قریب تھے۔ چنانچہ تمام صحابہ کرام عادل ہیں (۱۷) اور ان کی عدالت پر کسی کو شبہ نہیں، ان کی عظمت اور شرف کے باعث انہیں جرح و تعدیل کا موضوع نہیں بنایا جاسکتا جہاں تک تابعین کا تعلق ہے، تابعین محترم ضرور ہیں لیکن ان کی روایات کی جانچ پڑتال کی جاسکتی ہے (۱۸)

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے سانحہ سے ایک نئے دور کا آغاز ہوا جسے متقدمین کی اصطلاح میں "دور فتنہ" کہا جاتا ہے۔

اس دور میں بدعات کا آغاز ہوا اور سول اللہ ﷺ کی طرف اقوال منسوب کرکے اقوال وضع کئے گئے۔ لوگوں نے جھوٹی حدیثیں گھڑنا شروع کردیں۔ چنانچہ محدثین نے حدیث کی حفاظت کا اہتمام کیا۔ یہی وہ دور ہے جب حدیث کے سلسلے میں اسناد اور رواۃ کے حال پر زیادہ توجہ دی جانے لگی۔ امام مسلم نے اپنی "الصحیح" کے مقدمہ میں اور امام ترمذی نے" العلل" میں محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے:

لم يكونوايسئلون عن الاسنادفلما وقعت الفتنة قال سمواالنا رجالكم فينظرالى اهل السنة فيؤخذحديثهم وينظرالى اهل البدع لايؤخذحد يثهم"

(وہ اسناد کے متعلق سوال نہ کرتے تھے جب فتنہ وقوع پذیر ہوا تو انہوں نے کہا ان آدمیوں کے نام لو جن سے تم نے حدیث سنی اگر وہ اہل سنت ہوتے تو ان کی احادیث لی جاتی تھیں اور اگر اہل بدعت ہوتے تو ان کی احادیث نہیں لی جاتی تھیں۔ (۱۹) علماء صحابہ نے لوگوں کو اس امر کی ترغیب دی کہ راویوں سے حدیث اخذ کرنے میں احتیاط سے کام لیں اور صرف ان ہی افراد سے حدیث قبول کریں جن کے دین اور حافظے پر انہیں اعتماد ہو۔ اس طرح اہل

علم و دین میں ایک قاعدہ اشاعت پذیر ہوا جس کے الفاظ کچھ یوں تھے۔
"بلاشبہ یہ احادیث دین ہی تو ہیں سو تمہیں ضرور جاننا چاہیے کہ تم کس سے اخذ کر رہے ہو(۲۰)
اس نقطہ نظر نے جرح و تعدیل کے اصول کو جنم دیا جو اصول حدیث کی اساس ہے۔
صحابہؓ میں عبد اللہ بن عباسؓ (۲۱) عبادہ بن الصامت(۲۲) اور انس بن مالکؓ (۲۳) وغیرہ نے رجال کے بارے میں اظہار خیال، کیا گو اس کی حیثیت بالکل ابتدائی تھی۔
تابعین میں سے سعید بن المسیب(۲۴ عامر الشعبی)۲۵) اور ابن سیرین (۲۶) وغیرہ نے رجال کی تحقیق کے سلسلے میں اس طریق کار کو آگے بڑھایا۔ پھر اہل علم نے اخذ حدیث کے طریقے اور اصل ماخذ تک پہنچنے میں پوری تگ ودو سے کام لیا۔ اسناد کی جانچ پڑتال اور طلب حدیث کے طویل فسر کے نتیجے میں ایک روایت کو دوسرے راوی کی روایت سے تقابل کا اصول اختیار کیا گیا اور اس طرح موضوع وضعیف کی معرفت حاصل کی گئی۔ نتیجۃً صحیح و سقیم، محفوظ اور غیر محفوظ احادیث کے درمیان تمیز کا سلسلہ شروع ہوا۔ قرن اول ہی میں حدیث مرفوع، موقوف، متصل اور مرسل کی اصطلاحیں مستعمل ہونا شروع ہو گئیں۔
دوسری صدی ہجری میں عمر بن عبد العزیزؒ (۲۷) کی مساعی سے تدوین حدیث کا کام شروع ہوا تو امام المحدثین محمد بن مسلم ابن شہاب الزہریؒ (۲۸) نے جمع احادیث اور روایات کے سلسلے میں اصول وقواعد منضبط کئے حتی کہ بعض علماء نے انہیں علم مصطلح الحدیث کا موجد قرار دیا ہے(۲۹)
صحابہ اور تابعین کے دور تک احادیث واضح اور مختصر ہیں لیکن دوسری صدی کے اواخر میں یہ سلسلہ طویل ہو گیا۔ اور اس میں غیر محکم عناصر بھی شامل ہو گئے، نتیجہ یہ ہوا کہ حدیث کی روایت اور راویوں کا مکمل علم اور متن حدیث کی صحیح پہچان مشکل مسئلہ بن گئی۔ چنانچہ اس عہد میں کچھ خصوصی قواعد وضوابط اور احادیث کی صحیح حیثیت متعین کرنے کیلئے اصول بنائے گئے۔
تیسری صدی ہجری تدوین حدیث کا سنہرا دور کہلاتی ہے۔ کیونکہ اس عہد میں علوم احادیث پر مفصل بنیادوں پر کتابیں منظم کی گئیں۔ مثلاً "علم حدیث الصحیح" علم الاسماء والکنی وغیرہ اور علماء نے ہر موضوع پر خاص تصنیفات مرتب کیں مثلاً یحیی ابن معین نے "تاریخ رجال" لکھی(۳۰)

محمد بن سعد (۲۳۰ھ) (۳۱) نے الطبقات، اور احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) (۳۲) نے "العلل" اور "الناسخ والمنسوخ" مرتب کیں۔ امام بخاری کے استاذ علی ابن المدینی (۲۳۱ھ) (۳۳) نے مختلف فنون پر سو کے قریب کتابیں تصنیف کیں۔ علوم حدیث کی تدوین میں ہر علم پر خصوصی کام ہوتا رہا لیکن اس کے مجموعے کیلئے علوم الحدیث کی اصطلاح استعمال ہوتی رہی حتی کہ تمام علوم کو مخصوص مؤلفات میں جمع کردیا گیا اور اسے علوم الحدیث کا نام دیا گیا۔ علوم گو جمع کا صیغہ ہے لیکن اسے مفرد کے طور پر خاص علم کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ جسے ہم مصطلح الحدیث بھی کہتے ہیں۔ جیسا کہ حافظ العراقی اور السیوطی نے کہا ہے (۳۴)

عراقی اور سیوطی نے لکھا ہے کہ اس کیلئے "علم الحدیث درایہ و علم الحدیث روایہ" کی اصطلاح بھی استعمال کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ محدثین علم نے حدیث کے علوم پر اور بھی عمدہ کتب تالیف کی ہیں۔ حدیث کی اصطلاح پر جس شخصیت کو پہلی کتاب لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ وہ چوتھی صدی ہجری کے محدث قاضی ابو محمد رامھزی ہیں (۳۵) روایت حدیث، مباحث و مسائل کے اس مجموعے کو کہتے ہیں جس سے راوی اور مروی کا حال قبولیت یا عدم قبولیت کی حیثیت سے جانا جاتا ہے (۳۶)

روایت حدیث کے علم کو "علم اصول حدیث" بھی کہتے ہیں (۳۷) حدیث نبوی ﷺ کی حفاظت کا اہتمام کرنا اس وقت تک بیکار ہے جب تک کہ درایت حدیث پر غور و فکر نہ کیا جائے۔ درایت حدیث ہی کا وہ فن ہے جس میں نبی کریم ﷺ کے اعمال وافعال کا تاریخی مطالعہ کیا جاتا ہے۔ علم درایت کا حدیث نبوی ﷺ سے وہی تعلق ہے جو کہ تفسیر کے علم کا قرآن سے ہے۔ حدیث کے ابتدائی دور میں درایت حدیث کا علم اپنی ایک علیحدہ حیثیت رکھتا تھا۔ جب تصنیف و تالیف کا دور آیا تو ہر عالم نے علیحدہ علیحدہ موضوع اپنالیا۔ اس طرح درایت حدیث سے متعلق علوم کئی قسموں میں بٹ گئے۔ لیکن "علوم الحدیث" کا نام ان سب قسموں کا احاطہ کرلیتا ہے (۳۸)

حدیث کا علم بہت وسیع ہے۔ اور اس کی بہت سی قسمیں ہیں۔ کہیں ناسخ و منسوخ احادیث سے بحث ہوتی ہے کیونکہ ہماری شریعت میں ناسخ مانا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

مانسخ من آیۃ اوننسھاناتِ بخیرمنھااومثلھا (۳۹)

(ہم جس آیت کو منسوخ یا مؤخر کردیتے ہیں تو اس سے بہتر اس جیسی آیت لے آتے ہیں)

چنانچہ جب دو ایسی حدیثیں جمع ہوجائیں جن میں اختلاف اور ان میں کسی طرح بھی تاویل ممکن نہ ہو، جبکہ ان دونوں کے بارے میں صحیح طور پر معلوم ہو کہ ایک فلاں تاریخ میں ارشاد فرمائی اور دوسری بعد میں ارشاد فرمائی تو بعد والی کو ناسخ جانیں گے۔ امام زہری کہتے ہیں کہ جس کی تحقیق نے فقہاء کو تھکادیا وہ ہیں ناسخ ومنسوخ۔ امام شافعی کو اس فن میں کمال حاصل تھا (۴۰) علم حدیث میں سند حدیث پر بھی غور وخوض کیاجاتا ہے۔ اور وہ حدیثیں جن کی سندیں تمام شرائط پر پوری اترتی ہوں وہ قابل قبول سمجھی جاتی ہیں۔ ورنہ پھر رد کردی جاتی ہیں۔ پھر اعلی اور ادنی حدیثوں میں بھی فرق کیاجاتا ہے۔ ان کیلئے آئمہ حدیث نے مختلف اصطلاحات مقرر کیں۔ یعنی کوئی حدیث صحیح، کوئی حسن وضعیف اور کوئی مرسل و منقطع ہے۔ اور کوئی شاذ اور غریب وغیرہ۔ زمانہ سلف یعنی صحابہ وتابعین کے عہد میں روایان حدیث کے تمام حالات آئینہ کی طرح صاف اور واضح تھے۔ چنانچہ ان پر شک وشبہ کاسوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

اس وقت روایان حدیث کے بڑے مراکز حجاز، بصرہ، کوفہ مصر اور شام تھے۔ لیکن حجاز والوں نے حدیث کی سند کیلئے جو شرائط مقرر کر رکھی تھیں ان کو سب سے زیادہ پسند کیاجاتا تھا۔ کیونکہ وہ کسی مجہول راوی یا جھوٹے راوی یا جس میں کوئی شک وشبہ ہو روایت قبول نہیں کرتے تھے۔ صحابہ وتابعین کے بعد حجاز میں سلسلہ حضرت امام مالک سے چلتا ہے۔ آپ کے بعد آپ کے شاگردوں امام شافعی اور امام احمد بن حنبل جیسے بزرگوں نے آپ کی جگہ لے لی۔ اسلاف صحیح وضعیف حدیث میں بہت چھان بین کرتے تھے۔ اور نہایت باریک بینی سے صحیح حدیث کو ضعیف حدیث سے چھانٹ کر رکھ دیتے تھے۔ امام مالک نے اپنی کتاب موطا لکھی (۴۰) اس کی ترتیب فقہی ابواب پر رکھی۔

محمد بن اسماعیل بخاری اپنے زمانہ کے امام المحدثین تھے۔ آپ نے ایک سند صحیح ترتیب دی جس سے آپ نے حجازی، ایرانی اور شامی تمام طریقوں کو یکجا کردیا۔ کیونکہ ان تمام علاقوں میں سند کو ترتیب دینے کیلئے مختلف اصول اور طریقے اختیار کئے گئے تھے۔ چنانچہ آپ نے ان تینوں علاقوں کے اصولوں کو ملا کر ایک ہی طریقہ اختیار کیا، اور صرف ان

حدیثوں کو قلم بند کیا۔ جن کی صحت کے بارے میں تمام علماء کا اتفاق تھا اور وہ حدیثیں جن کے بارے میں علماء کا اختلاف تھا۔ آپ نے ان کو نہیں چھیڑا۔ امام بخاری کے بعد امام مسلم بن حجاج القشیری نے بھی صرف ان حدیثوں کو قلم بند کیا جن کی صحت کے بارے میں تمام علماء کا اجماع تھا (۴۲) آپ نے اپنی کتاب کی ترتیب میں فقہی ابواب مقرر نہیں کئے بلکہ امام نووی نے اس کی باب بندی کی بعض نے یہ کہا کہ امام مسلم نے ابواب کے عنوانات لکھے لیکن وہ کتاب سے الگ رہے، ان کو کتاب میں نہ لکھا (۴۳) لیکن بہت سی احادیث ایسی تھیں، جو کہ ضبط ہونے سے رہ گئیں۔ چنانچہ بعد میں آنے والے دوسرے علماء کرام نے ان صحیح احادیث کو جو رہ گئی تھیں اپنی مختلف کتابوں میں ضبط کیا۔ مثلاً ابوداؤد سجستانی، ابوعیسی ترمذی، ابو عبدالرحمن نسائی، نے اپنی اپنی سنن میں ان کو روایت کیا۔ چنانچہ صحیح احادیث میں اضافہ ہوگیا۔ اور ان بزرگوں نے ان تمام شرائط کو بھی ملحوظ رکھا۔ جس کی بنا پر کوئی حدیث قابل عمل ٹھہرتی ہے۔ انہی بزرگوں کی پانچ تصانیف ہیں جو امہات کتب حدیث کہلاتی ہیں۔ کیونکہ بعد میں جو کتابیں تصنیف کی گئیں وہ ان پانچ کتابوں سے مستفید ہو کر لکھی گئیں۔ چنانچہ اصل واصول یہی کتابیں ہیں۔ چنانچہ ان تمام شرائط اور اصطلاحات کا ذکر جس علم میں آئے وہ علم حدیث کہلاتا ہے۔

اولین اصحاب فن

حضرات صحابہ میں حضرت ابن عباسؓ، انس بن مالکؓ عائشہؓ اکابر تابعین میں شعبی، ابن المسیب، اور ابن سیرین اور امام زہری وغیرہ۔ اصاغر تابعین اور تبع تابعین میں شعبہ، مالک اور معمر وغیرہ۔ ان کے بعد ابن مبارک، ابن عیینہ، پھر یحی بن سعید القطان، علی ابن المدینی، ابن معین، احمد بن حنبل، پھر بخاری، مسلم ابوزرعہ، ابو حاتم اور ان کے بعد ترمذی ونسائی وغیرہ سفیان ثوری بھی اسی فہرست میں ہیں (۴۴)

چوتھی تا چھٹی صدی ہجری

اسلام کی ابتدائی تین صدیوں میں فن حدیث کی کوئی مستقل درجہ بندی نہ تھی اور بقول ابن ملقن اس کی دوسو سے زیادہ قسمیں پائی جاتی تھیں (۴۵) لیکن چوتھی صدی ہجری میں جب تمام علوم کی باقاعدہ تدوین ہونے لگی اور اصطلاحات کو نظم وضبط میں لایا جانے لگا وہ

مسائل جو بڑی بڑی کتب میں بکھرے ہوئے تھے، محدثین نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے ایسی کتابوں میں جمع کردیئے جو بعد میں ایک مرجع کی حیثیت اختیار کرگئیں تو اس سلسلہ میں جامع تصنیف جو سب سے پہلے منظر شہود پر آئیں وہ یہ ہیں:

۱۔ المحدث الفاصل بین الراوی والواعی" ہے۔ جو قاضی ابو محمد الحسن بن عبدالرحمن بن خلاد رامهرمزی (ت ۳۶۰/۹۷۰) کی اصطلاح حدیث کی پہلی کتاب ہے۔ اس سے قبل یا اس زمانے میں اور کتاب نہیں لکھی گئی مؤلف نے اس کتاب میں راوی اور محدث کے آداب، حدیث کے لینے (تحمل) اور اداء کے طریقے بیان کئے ہیں۔ حافظ ابن حجر اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں "لکنہ لم یستوعب" (اس کتاب نے پوار احاطہ نہیں کیا) یہ کتاب فن کے بہت سے مسائل پر حاوی ہے (۴۶) اس کتاب کو رامهرمزی نے اپنے طلباء کو املا کرایا ان سے بہت لوگوں نے سنا اور نسلاً بعد نسل یہ محدثین نقل کرتے رہے جب بھی کسی کتاب میں ذکر ہو کہ رامهرمزی نے کہا یا ابن خلاد نے کہا تو اس سے مراد یہی ہوتا ہے کہ "المحدث الفاصل" میں بیان کیا گیا اس کتاب کی بڑے بڑے محدثین حافظ الذھبی اور ابن حجر وغیرہ نے بہت تعریف کی ہے۔ اس میں علم حدیث اور راویوں کا مقام، طلب حدیث میں نیت، اوصاف طالب حدیث، عالی اور نازل، طلب حدیث میں سفر ایسے لوگ جو اپنے اجداد کے ساتھ منسوب ہیں، جن کے نام متفق ہیں یا جو کنیتوں سے معروف ہوگئے ہیں۔ ناموں کو اچھی طرح ضبط کیا گیا ہے۔ پھر سماع کی تفصیل ہے بعد ازاں درایت کی فصل بہت اہم ہے۔

۲۔"معرفه علوم الحدیث رامهرمزی جو اس فن میں اول مؤلف ہیں کے بعد حاکم ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ نیشاپوری (۳۰۱تا۴۰۵ھ/۹۳۳تا۱۰۱۴م) نے اس فن میں دو کتابیں لکھی ہیں۔ ایک "معرفہ علوم الحدیث" ہے یہ کتاب علماء میں مشہور اور متدول ہے۔ دوسری کتاب کا نام "کتاب العلل" ہے۔ اس کتاب "معرفہ علوم الحدیث" میں بعض زائد چیزیں ہیں۔ لہذا کانٹ چھاٹ اور تعلیق و تصحیح کی محتاج ہے۔ حافظ ابن حجر نے فرمایا" لکنہ لم یھذب ولم یرتب" (اس کی کانٹ چھاٹ نہ کی گئی اور نہ ہی ترتیب دی گئی (۴۷) یہ فن علوم الحدیث کی دوسری معروف کتاب ہے۔ اس میں امام حاکم نے حدیث کی ۵۲ انواع ذکر کی ہیں جن میں اہم درج ذیل ہیں:

معرفة عالی اور نازل، المسانید، الموقوفات، الصحابه، المنقطع المسلسل، المعضل، المدرج، تابعین واتباع التابعین، معرفة الاکابر

اولاد صحابہ ، الجرح والتعدیل ، فقہ الحدیث ناسخ الحدیث والمنسوخہ ، مشہور، مدلسین ، علل الحدیث مذاکرہ الحدیث ، معرفۃ التصحیفات ، معرفۃ الاخوہ والاخوات ، انساب المحدثین ، القاب المحدثین اور جماعہ من الرواۃ لم یحتج بحد یثھم وغیرہ ہیں۔

۳۔المستخرج: اس کے مؤلف ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی (۳۳۶تا۴۳۰ھ /۹۴۸تا۱۰۴۰ء) میں جو مسائل حاکم سے رہ گئے تھے انہیں ابو نعیم نے اپنی اس کتاب میں سمونے کی کوشش کی ہے۔ جو ابن حجر کے بقول ناتمام تھی اسی وجہ سے اس کا نام المستخرج بھی پڑگیا وہ اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں۔ "ابقی اشیاء للمتعقب (انہوں نے آنے والوں کیلئے اس کتاب میں بہت سی چیزیں چھوڑی ہیں (۴۸) اس کتاب کا ایک مخطوطہ مکتبہ کوبرلی (ترکی) میں موجود ہے۔

۴۔الکفایہ فی اصول علم الروایہ: عظیم محدث، حافظ المشرق ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی (۳۹۲تا۴۶۳ھ/۱۰۰۲تا۱۰۷۰ء م) (۴۹) نے یہ کتاب لکھی" "الکفایہ" اہل علم کے ہاں مقبول ومتداول رہی۔ یہ ایک بڑی اور فن کے مسائل پر حاوی کتاب ہے۔ حافظ ابن حجر خطیب بغدادی کے بارے میں فرماتے ہیں۔"

وقل فن من فنون الحدیث الاوقد صنف فیہ کتابا مفردا"

(مصطلح الحدیث کے ہر فن میں خطیب نے مستقل کتاب لکھی شاذہی کوئی فن چھوٹا ہوگا (۵۰) یہ کتاب اصول حدیث کی کتب میں نہایت اہم مقام کی حامل ہے۔ اس میں اہمیت حدیث قرآن کی سنت میں تخصیص خبر متواتراور آحاد، راوی کے احوال کی جانچ پڑتال اور تزکیہ، عدالت صحابہ ، صحابی کی پہچان ، صحہ سماع صغیر ، صفات محدث ، جرح وتعدیل کی تفصیل، اس آدمی کی حدیث کا حکم جو حدیث رسول کے علاوہ جھوٹ بولتا ہو، اہل بدعت سے روایت لینا اور اس کا حکم، احادیث احکام میں تشدد، ایسے راوی جن کی روایت کو رد کیا جائے، روایت لفظی اور روایت بالمعنی کا حکم، سماع حدیث کے طریقے ، انواع الاجازہ، تدلیس کے احکام، مرسل کا حکم خصوصاً مرسل سعید بن المسیب اورحدیث کی کتب میں استعمال ہونے والے بعض الفاظ کاذکر ہے۔ یہ اختصار سے لکھا گیا ہے۔ اس کتاب میں عام طور پر سند کے ساتھ روایات بیان کی گئی ہیں۔

۵۔ الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع(۵۱)خطیب بغدادی کی اصول حدیث پر یہ دوسری کتاب ہے۔ مخطوطہ کا ایک نسخہ اسکندریہ کے مکتبہ البلدیہ(۳۷۱۱) مصطلح الحدیث میں موجود ہے۔ خطیب کے بارے میں حافظ ابن حجر رقم طراز ہیں "ان سب کے بعد خطیب ابوبکر کا دور آیا تو انہوں نے قوانین روایت میں "کتاب الکفایہ" اور "آداب میں الجامع لاداب الشیخ" لکھی اس میں شک نہیں کہ خطیب کی نسبت ابوبکر بن نقطہ کا یہ قول درست ہے۔ خطیب کے بعد جتنے لوگ گزرے ہیں۔ سب ان کی کتابوں کے محتاج ہیں:

"کل من انصف علم ان المحدثین بعد الخطیب عیال علی کتبه(۵۲)

اس کتاب میں خطیب بغدادی نے تفصیل کے ساتھ روای اور محدث کے آداب بیان فرمائے ان میں بعض درج ذیل ہیں:

راوی اور سامع کے اخلاق شریفہ، اہل خانہ کیلئے رزق حلال سے کسب، علم حدیث کیلئے ترک تزویج، اسناد عالی، اساتذہ کا انتخاب، آداب طلب حدیث، علم حدیث کی طلب میں جلدی، محدث کے پاس جانے کے آداب، تعظیم محدث، ادب سماع، ادب سوال محدث، محدث سے حفظ کی کیفیت، تدوین حدیث، آلات نسخ، تحسین خط، ایسے آدمی کو حدیث سنانے کی ممانعت جو نہ چاہتا ہو، توقیر المحدث طلبہ العلم، محدث کا بادشاہوں کے اموال کی قبولیت سے بچنا، حدیث بیان کرتے وقت آداب زیب وزینت وغیرہ، محدث کا گفتگو میں ہمیشہ سچ بولنا، محدث کا اپنے حفظ سے بیان کرنا، شاگرد کا محدث کی تعریف کرنا، حدیث بیان کرتے وقت ابتدا میں آداب علم حدیث کےلئے سفر کرنا، حفظ حدیث کی ترغیب اور مذاکرہ (اپنے ہم جماعتوں سے)وغیرہ(۵۳)

۶۔الالماع الی معرفه اصول الروایه و تقییدالسماع: یہ کتاب قاضی عیاض بن موسی الیحصبی(۴۷۶تا۵۴۴ھ۱۰۸۳تا۱۱۴۹ء م) کی تالیف ہے(۵۴) اس کی ابتدا میں یہ ہے کہ کسی نے ان سے کہا کہ وہ اختصار سے معرفہ ضبط، تقیید السماع والروایات، اور درایت وغیرہ پر تبصرہ کریں تو یہ اس کا جواب ہے۔ اس میں انہوں نے طلب علم حدیث کا وجوب، شرف علم الحدیث، شرف اهله، و آداب طالب سماع اور اس کے آداب، طلب حدیث میں اخلاص نیت، سماع طلب میں استجاب، انواع اخذ نقل اور روایت کی قسمیں، الوصیہ بالکاتب، خط تقیید الضبط والسماع، الکتابہ، روایت باللفظ و روایت بالمعنی وغیرہ شامل ہیں۔

دور ثالث: (ساتویں تا دسویں صدی ہجری)

اس دور میں علم اصول حدیث نے بہت زیادہ ترقی کی بڑے بڑے محدثین نے پچھلی کتابوں کو سامنے رکھ کر محنت سے فن اصول حدیث کی مزید کتب مرتب کیں۔ یہ لوگ علم حدیث کے حفاظ تھے انہوں نے گزشتہ تمام کتب کو بالاستیعاب دیکھا اور ان کو سامنے رکھ کر اپنی کتب مرتب کیں۔ ان میں گزشتہ معروف محدثین کے حوالے بھی ہیں ان میں درج ذیل کتب معروف ہیں:

۸۔انواع علوم الحدیث

مؤلف: قاضی القضاۃ احمد بن خلیل بن سعادۃ (م ۶۳۷ھ (۵۶)

۹۔کتاب علوم الحدیث المعروف مقدمہ ابن الصلاح

ابو عمرو عثمان بن الصلاح الشہرزوی (۵۷۷تا۶۴۳ / ۱۱۸۱ تا ۱۲۴۵ء م) کی کاوش کا نتیجہ کتاب علوم الحدیث المعروف مقدمہ ابن الصلاح ہے (۵۷) اس کتاب کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی حافظ ابن حجر مقدمہ ابن الصلاح پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔"یہاں تک کہ شہرزوری نزیل دمشق کا دور آیا ابن الصلاح جب مدرسہ اشرفیہ میں منصب تدریس حدیث پر فائز کئے گئے تو انہوں نے معروف کتاب" مقدمہ "تالیف کرکے اس میں فنون حدیث کی اچھی تنقیح کی۔ لیکن چونکہ حسب ضرورت داعیہ وقتاً فوقتاً لکھی گئی تھی اس لئے اس کی ترتیب مناسب انداز پر نہ ہوسکی۔ تاہم ابن الصلاح نے چونکہ خطیب وغیرہ کی تصانیف میں جو متفرق مضامین تھے ان کو مجتمع کرکے اس کتاب میں اضافہ کردیا اس لئے یہ کتاب جامع المتفرقات سمجھی جاتی ہے۔ علوم حدیث کی تمام انواع واقسام اس میں آئی ہیں۔ بعض اہل علم نے اس کو نظم میں لکھا بعض نے اس کا اختصار لکھا بعض نے اس میں اضافے کئے اور بعض نے اس پر اعتراضات کئے تو بعض نے جوابات لکھے (۵۸) غرضیکہ ابن الصلاح کی کتاب سے اس میدان میں ایک سرگرمی پیدا ہوئی اور عرصے تک لوگ مصروف عمل رہے۔ یہ اس سرگرمی کا نتیجہ تھا کہ علوم الحدیث ایک فن کی حیثیت سے مستحکم ہوا۔ اسی دور میں آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں ایسی کتب تالیف کی گئیں جو کسی نہ کسی اعتبار سے "مقدمہ ابن الصلاح" کے زیر اثر لکھی گئیں، ان کا ذکر ہوگا۔ ابن الصلاح نے علوم

الحدیث کی ۶۵ انواع کو ذکر کیا ہے ان میں زیادہ معروف درج ذیل ہیں۔
صحیح ، حسن، ضعیف ، مسند، مرفوع، موقوف، مقطوع ، مرسل، منقطع ، معضل، معنعن ، معلق ، تدلیس، شاذ ، منکرالاعتبار، المتابعات، الشواهد، زیادات الثقات، مفرد ، معلل، مضطرب، مدرج، موضوع، مقلوب، کیفیت سماع، انواع اجازه، کتابت الحدیث، کیفیت روایت الحدیث، معرفت آداب المحدث، آداب الطالب، عالی ، نازل ، مشهور، غریب ، عزیز، غریب الحدیث، مسلسل، ناسخ ومنسوخ، مصحف ، مختلف الحدیث، معرفه الصحابه، معرفه الاسماء والکنی، القاب المحدثین ، المؤتلف والمختلف ، المبهمات ، معرفته الثقات ، والضعفاء اور معرفته اوطان الرواة

۱۰. ارشاد طلاب الحقائق الی معرفه سنن خیر الخلائق

اس کے مؤلف مشہور محدث امام محی الدین ابوزکریا یحیٰ بن شرف نووی (۶۳۱تا۶۷۲ھ/۱۲۳۳تا۱۲۷۷م) ہیں اس کے مخطوطات مکتبہ سلیمانیہ اور مکتبہ الظاہریہ (دمشق) میں موجود ہیں۔ یہ کتاب علوم الحدیث لابن الصلاح کا اختصار ہے۔ اور اس میں اضافے ہیں۔ مقدمہ میں النووی نے لکھا ہے:

قصدت اختصار هذا الکتاب ورجوت ان یکون هذا المختصر احیاء الذکره وطریقاالی حفظه وزیادة الانتفاع به ونشره وابالغ انشاءالله تعالی فی ایضاحه باسهل العبارات.

اس کتاب میں امام نوویؒ نے علوم الحدیث کی ۶۵ انواع ذکر کی ہیں جو ابن الصلاح نے لکھی ہیں صرف ان میں آسانی پیدا کی ہے ترتیب میں قدرے ردوبدل کیا ہے لیکن اصل اقسام اسی طرح ہیں تشریح کرنے کیلئے ایسا کیا گیا۔

۱۱. التقریب والتیسیر لمعرفه سنن البشیر والنذیر

مؤلف: امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) (۶۰) یہ مندرجہ بالا کتاب کا خلاصہ ہے جیسا کہ نووی نے خود ذکر کیا ہے:

هذا الکتاب اختصرته من کتاب الارشاد الذی اختصرته من علوم الحدیث للشیخ الامام الحافظ المتقن ابی عمرو عثمان بن عبدالرحمن المعروف ابن الصلاح.

اس کتاب میں بھی علوم الحدیث کی ۵۶ انواع ہی ذکر کی گئی ہیں لیکن یہ تمام نہایت مختصر ہیں

۱۲. المختصر فی علم اصول الحدیث

مؤلف: علاء الدین علی ابن ابی الحزم القرشی المعروف با بن النفیس (م ۶۸۷ھ) (۶۱)

۱۳. القصیده لغرامیه:

المؤلف ابوالعباس احمد بن فرح بن احمد الاشبلی (۶۹۹ھ/۱۲۹۹ء) (۶۲) اصول حدیث پر منظوم کتاب ہے اس کی شرحیں لکھی گئی ہیں۔

۱۴. الاقتراح فی بیان الاصطلاح

مؤلف: ابوالفتوح محمد بن علی بن وحب بن مطیع المعروف ابن دقیق العید (م ۷۰۴ھ) (۶۳)

ابن دقیق نے اس کتاب کو سات ابواب میں تقسیم کیا ہے پھر ہر باب میں مختلف باتیں ہیں جن کا اس فن سے تعلق ہے۔

الباب الاول فی الفاظ متداوله تتعلق بهذالصناعه ، الباب الثانی فی کیفیه السماع والتحمل وضبط الروایه وآدابها، الباب الثالث فی آداب المحدث ، الباب الرابع فی آداب کتابه الحدیث ، الباب الخامس فی معرفة العالی والنازل، الباب السادس فی معرفة بقایا من الاصطلاح سوی ما تقدم فی الباب الاول الباب السابع فی معرفة الثقات، الباب الثامن فی معرفة الضعفاء، الباب السادس فی معرفة بقایا من الاصطلاح سوی ماتقدم فی الباب الاول، الباب السابع فی معرفه الثقات ، الباب الثامن فی معرفة الضعفاء، الباب التاسع فی ذکر اسماء.

ایک نسخہ دارالکتب المدینہ میں ہے۔ اس کتاب کے مخطوط کا ایک نسخہ میرے پاس ہے، جو میں نے برطانیہ سے حاصل کیا تھا۔

۱۵. رسوم التحدیث فی علم الحدیث

مؤلف: برھان الدین ابو محمد عبر بن عمر ابن عبر الخلیلی (م ۷۳۲ھ) (۶۴)

۱۶. علوم الحدیث

مؤلف: ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیه (م۷۲۸ھ) (۶۵)

۱۷. المنهل الروی فی علوم الحدیث النبوی

مؤلف: بدرالدین ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن سعداللہ المعروف ابن جماعہ (م ۷۳۳ھ) نے

اپنی کتاب میں مقدمہ ابن الصلاح کے اختصار کے ساتھ اہم اضافے بھی کیے (۶۶) ایک مخطوطہ نسخہ دارالکتب المصریہ (مصطلح الحدیث ۲۱۷) اور دوسرا مکتبہ اسکوریال میڈرڈ (۵۹۸) میں موجود ہے۔ یہ کتاب بھی دراصل مقدمہ ابن الصلاح کا خلاصہ ہے اور بعض اس میں اضافے ہیں جیسا کہ اس کے مقدمہ میں ابن جماعہ نے ذکر کیا ہے۔

فجمعت فيه خلاصة محصوله ، وخليته من حشو الكلام وطوله ، وقد انقل كلام بعض بنصه واحذف منه فى بعض حشوفصه ، وزدته فرائد من الفوائد وزوائد القواعد وذكرت مسائله حيث ظننت انه اجدربها ، واولى المواضع بطلبهاالخ

۱۸.   اللطائف

مؤلف: ابن مندہ (م ۴۳۷ھ) (۶۷) کتاب کا ایک نسخہ محفوظ نسخہ مکتبہ الظاہریہ میں موجود ہے۔

۱۹.   الخلاصه فى اصول الحديث

مؤلف: ابوعبداللہ شرف الدین الحسین بن عبداللہ بن محمد الطیبی (م ۷۴۳ھ) (۶۸) الخلاصہ کو الطیبی نے چار محدثین کی کتب سے استفادہ کرکے ترتیب دیا ہے جیسا کہ انہوں نے مقدمہ میں لکھا ہے:

"فهذه جمل فى معرفة الحديث مما لا بدمنه الطالب لاسيما من تصدى للتحديث، لخصته من كتاب الامام مفتى الشام شيخ الاسلام ابن الصلاح ومختصر الامام المتقن محى الدين النووى والقاضى بدرالدين يعرف بابن جماعه رضى الله عنهم ، فهذبته تهذيباً ، ونقحته تنقيحاً ، ورصفته ترصيفا انيقاً..... واضفت الى ذلک زيادات مهمه من جامع الاصول وغيره الخ

اس کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں بہت اہم باتیں ہیں پھر چار باب ہیں اور آخر میں ایک خاتمہ ہے ان تمام کی الگ الگ تفصیل ہے۔ مقدمہ میں علم حدیث کی فضیلت، اصطلاحات حدیث، متن، سند، متواتر، اور آحاد وغیرہ کو زیر بحث باب اول میں حدیث صحیح کی تعریف اور اس کے اوصاف کو مفصل بیان کیا اس میں حسن، ضعیف، متصل، مرفوع، منعن، معلق، شاذ اور منکر وغیرہ ہیں دوسرا باب اوصاف رواۃ پر ہے۔ تیسرا

باب تحمل الحدیث، طرق نقلہ اور ضبط سے متعلق ہے۔ چوتھا باب اسماء الرجال اور طبقات العلماء سے متعلق ہے۔ حاشیہ میں آداب شیخ وطالب کا بیان ہے۔

۲۰. الموقظه فی علم مصطلح الحدیث

مؤلف: ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی (م ۷۴۸ھ) (۶۹) محقق ابوغدہ کے بقول یہ کتاب دراصل "الاقتراح" کا خلاصہ ہے۔ المقطوع کو مؤلف بھول گئے حالانکہ "اقتراح" میں موجود اور بھی بعض چیزوں کا ذکر نہیں کیا شاید اختصار کی وجہ سے ایسا کیا ہو اس کتاب میں بعض بڑے علمی نکات ہیں۔

۲۱. الهدایه الی معالم علم الروایة

مؤلف: شمس الدین ابوالخیر محمد ابن محمد بن محمد الجزریالقرشی (م ۷۵۱ھ) (۷۰)

۲۲. الهدایة فی علوم الروایة

اس نام سے الجزریؒ (۷۵۱ھ) (۷۱) نے اصول حدیث پر منظوم کتاب لکھی، شاید یہ پہلی کتاب ہی ہو۔ مخطوطہ کا ایک نسخہ مکتبہ اوقاف بغداد میں موجود ہے۔

۲۳. اختصار علوم الحدیث

مؤلف: عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن کثیر المعروف ابن کثیر (م ۷۷۴ھ/۱۳۷۲ء) یہ بھی مقدمہ ابن الصلاح کا خلاصہ بعض مفید اضافوں کے ساتھ ہے (۷۲) ابن کثیر کی کتاب کی شرح احمد محمد شاکر نے الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث کے نام سے لکھی جو نہایت ہی اعلیٰ علمی شہ پارہ ہے۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے مقدمہ ابن الصلاح کا خلاصہ بعض اضافوں کے ساتھ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:

وکان الکتاب الذی اعتنی بتهذیبه الشیخ الامام العلامه ، ابو عمرو بن الصلاح تغمده الله برحمته من مشاهیر المصنفات فی ذلک بین الطلبه لهذا الشان وربماعنی بحفظه بعض الدهرة من الشبان، سلکت وراءه ، واحتذیت حذاء، واختصرت مابسطه، ونظمت مافرطه. اس میں کل ۶۵ انواع ابن الصلاح کی ذکر کی گئی ہیں۔

۲۴. النکت الوفیه بما فی شرح الالفیه

مؤلف: ابراھیم بن عمر البقاعی (م ۸۸۵ھ) (۷۳) یہ امام عراقی کی شرح پر حاشیہ ہے۔ مخطوطہ کا ایک نسخہ مکتبہ الاوقاف (۴۹۱) بغداد میں ہے۔

۲۵. النکت علی مقدمة ابن الصلاح

مؤلف: بدرالدین محمد بن بہادر بن عبداللہ الزرکشی (م ۷۹۴ھ) مخطوطہ کا ایک نسخہ کوبرلی سرائے استنبول (رقم ۲۱۷۹) (۷۴) میں موجود ہے۔

۲۶. کتاب الدرایه فی معرفه الروایه

مؤلف: غیاث الدین ابوالعباس محمد ابن محمد بن عبداللہ الربانی العقولی (م ۷۹۷ھ) (۷۵)

۲۷. معرفه انواع الحدیث

مؤلف: مظہر الدین الحسینی ابن محمد الزیدانی (م نوی صدی ہجری) (۷۶)

۲۸. المقنع فی علوم الحدیث

مؤلف: سراج الدین ابوعلی عمر بن علی بن احمد الانصاری المعروف ابن الملقن (م ۸۰۴ھ) یہ کتاب مقدمہ ابن الصلاح کی تلخیص ہے (۷۷) مخطوطہ کا ایک نسخہ دارالکتب المصریہ (رقم ۳۹۹) میں موجود ہے۔ اس کے مقدمہ میں ابن الملقن نے لکھا ہے:

وقدوقع الاختیار بفضل الله وقوته علی تلخیصه وتقریبه وتنقیه وتهذیبه، مع زیادات علیه مهمه ، وفوائد جمه ، لاتلغی مطردةولاتکاد توجد فی الکتب المشهوره، من الله تعالی بالوقوف علیها، وتفضل بافادة المتشوقین الیها الخ.

اس کتاب کو ابن ملقن نے بڑے اچھوتے انداز میں تحریر کیا ہے۔ سمجھنے کیلئے نہایت آسان ہے۔

۲۹. التذکرة فی علوم الحدیث

مؤلف ابن الملقن (م ۸۰۴ھ) (۷۸)

۳۰. محاسن الاصطلاح فی تضمین کتاب ابن الصلاح

مؤلف: الحافظ عمر بن ارسلان الکنانی البلقینی المصری الشافعی (م ۸۰۵ھ) (۷۹) مخطوطہ نسخہ مکتبہ کوبرلی استنبول اور برلن میں بھی موجود ہے۔

۳۱.　الفیه الحدیث

مؤلف:الحافظ عبدالرحیم بن الحسین العراقی (م۷۲۵ھ (۱۳۲۵. ۱۴۰۴م) (۸۰) الفیه الحدیث میں عراقی نے مقدمه ابن الصلاح کو منظوم کیا اس میں ایک ہزار دوشعر ہیں.لخصت فیها ابن الصلاح اجمعه. وزدتها علما تراه موضعه.

نہایت ہی اچھے انداز میں یہ کتاب لکھی گئی تھی شعروں کو یاد کرنا بھی آسان ہوتا ہے۔

۳۲.　نظم الدرر فی علم الاثر

مؤلف: الحافظ عبدالرحیم بن الحسین العراقی(م۸۰۶ھ) نے مقدمہ ابن الصلاح کو نظم کیا(۸۱)

۳۳.　المورد الاصفاء فی علوم حدیث المصطفی

مؤلف: شمس الدین محمد ابن عبدالرحمن بن عبدالخالق البرسنی(م۸۰۸ھ(۸۲)

۳۴.　المختصرلمعرفة علوم الحدیث للجرجانی

مؤلف: السید علی بن محمد بن علی المعروف الشریف الجرجانی (م۸۱۶(۸۳)ہیں- یہ کتاب، الطیبی کے الخلاصہ پر مبنی ہے۔

۳۵.　ظفرالامانی عبد الحی لکھنوی(م۱۳۰۴ھ)نے المختصرالمعرفه علوم الحدیث للجرجانی کی شرح لکھی(۸۴)

۳۶.　ارجوزه فی المصطلح

مؤلف: مشہور الغوی محمد بن یعقوب الفیروز آبادی(م۸۱۷ھ(۸۵)ہیں۔ مخطوطہ ایک نسخہ دارالکتب المصریہ (رقم۵ مجامع)قاہرہ میں موجود ہے۔

۳۷.　شرح قصیده الاشبلی

عزالدین محمد بن ابی بکر الکنانی الحموی الشافعی المعروف بابن جماعه(م۸۱۹ھ(۸۶) نے القصیده الغرامیه کی شرح لکھی ہے.

۳۸.　تنقیح الانظار فی علوم الاثار

مؤلف: محمد بن ابراہیم المشہور با بن الوزیر(م۸۴۰ھ(۸۷)

۳۹.　توضیح الافکار

مؤلف الامیر محمدبن اسماعیل بن صلاح المعروف بالامیر الصنعانی

(م۱۱۸۲ھ (صاحب سبل السلام شرح بلوغ المرام (۸۸)نے یہ تنقیح الانظار کی شرح لکھی۔

۴۰۔ نخبۃ الفکر اور اس کی شرح نزھۃ النظر

مؤلف: احمد بن علی المعروف الحافظ ابن حجر العسقلانی (۷۷۳ھ-۸۵۳ھ) (۸۹) حافظ ابن حجر سے پہلے اصول حدیث کی کتابوں پر ابن الصلاح کے افکار وانداز کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔ اور اسی کو نظم کیا جاتا رہا اور اس کی تشریح و تعبیر کے مظاہر دکھائی دیتے ہیں۔ ابن حجر کی تصنیف کے بعد کا دور شرح "نخبۃ الفکر" کا دور کہا جاسکتا ہے۔ یہ کتاب اہل علم کے درمیان بڑی مقبول ہوئی اور داخل نصاب ہوئی۔ علماء نے اس کی شرحیں اور حواشی لکھے اس کتاب کی تصنیف اور اس کی حیثیت کے بارے میں خود ابن حجر اس کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں "مجھ سے میرے بعض احباب نے خواہش ظاہر کی کہ تم بھی اس سے اہم مطالب کا خلاصہ کرنے کی خدمت قبول کرو چنانچہ میں نے بھی بایں خیال چند اوراق میں ایک نادر ترتیب پر اس کا خلاصہ کردیا اور کچھ اور امور اس کے ساتھ اضافہ کرکے " نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر" اس کا نام رکھا پھر بایں خیال دوبارہ مجھ سے خواہش کی گئی کہ اس کی شرح بھی تم ہی لکھو جس سے اس کے اشارات جلی اور خفی مطالب واضح ہوجائیں چنانچہ شرح کا بار بھی میں نے ہی اٹھایا۔ اس شرح میں دو امور کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

اولاً توضیح مطالب توجیہ عبارت اور اظہار اشارات کی کوشش کی گئی ہے۔

ثانیاً شرح کو متن کے اس طرح پیوست کردیا کہ دونوں مل کر ایک ہی بسیط کتاب سمجھی جاتی ہے(۹۰) نخبہ الفکر کی اہل علم حضرات نے مختلف وجوہ سے خدمت کی اس کے حاشئے لکھے۔

۴۱۔ النکت علی ابن الصلاح

مؤلف: حافظ ابن حجر العسقلانی (م ۸۵۲ھ (۹۱) مخطوطہ کا ایک نسخہ پیر جھنڈا لائبریری سندھ میں موجود ہے۔

۴۲۔ التقیید والایضاح لماطلق واغلق من کتاب ابن الصلاح

مؤلف: حافظ زین الدین عبدالرحیم العراقی (م ۸۰۶ھ (۹۲) یہ کتاب مقدمہ ابن الصلاح کی تشریحات پر مبنی ہے۔

۴۳. فتح المغیث

مؤلف: حافظ زین الدین عبدالرحیم العراقی (۸۰۶) (۹۳) خود مؤلف ہی نے اس کی دو شرحیں لکھیں۔

۴۴. شرح النخبه

مؤلف: احمد بن محمد بن محمد الشمنی الاسکندری، الشمنی (م ۸۷۲ھ) اسکندریہ میں پیدا ہوئے، قاہرہ میں فوت ہوئے، (۹۴) اس مخطوطہ کا ایک نسخہ مکتبہ اوقاف بغداد میں موجود ہے۔ ان کے بیٹے نے اس کی شرح لکھی۔ اس کا نام المعالی المرتبہ فی شرح نظام النخبہ رکھا۔

۴۵. اقوال المرضیة بمعرفة الاصول

مؤلف: محمد بن مصطفی الدسوقی امام السخاوی (م ۹۰۲ھ) (۹۵)

۴۶. المختصر

مؤلف: الکافیجی، محمد بن سلیمان بن سعد ابوعبداللہ (م ۸۲۸ھ) (۹۶) مخطوطہ کا ایک نسخہ مکتبہ الاوقاف بغداد رقم ۲۶۱۱ میں موجود ہے۔

۴۷. حاشیه علی نزهة النظر

مؤلف: قاسم بن قطلوبغا (م ۸۷۹ھ) (۹۷) اس مخطوطہ کا ایک نسخہ مکتبہ اوقاف (رقم ۸۷۸) بغداد میں موجود ہے۔

۴۸. شرح قصیده الاشبیلی (۹۸)

ابن قطلوبغا نے بھی اس قصیدہ کی شرح لکھی ہے۔

۴۹. فتح المغیث فی شرح الفیه الحدیث

المؤلف: الحافظ محمد بن عبدالرحمن السخاوی (۸۳۱-۹۰۲ھ / ۱۴۲۷ء-۱۴۹۷ء) (۹۹) کتب مصطلح الحدیث میں یہ کتاب وسیع تر معلومات کی حامل ہے۔

۵۰. رساله فی علوم حدیث

مؤلف: جلال الدین محمد بن اسعد الدیوانی الصدیقی (م ۹۰۷ھ) (۱۰۰)

۵۱. قطرالدرر

مؤلف: جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی (م ۹۱۱ھ) (۱۰۱) یہ الفیہ کی اچھی شرح ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ قاہرہ میں مصطلح ۲۴۶ نمبر پر موجود ہے۔ اس کے ۴۵ ورق ہیں۔

یہ ۸۸۶ھ میں لکھا تھا۔

۵۲. رسالہ فی حدود الحدیث

مؤلف: جلال الدین السیوطی (۸۴۹-۹۱۱ھ/۱۴۴۵-۱۵۰۵ء م)(۱۰۲)

۵۳. المغنیہ

یہ جلال الدین السیوطی ۸۴۹-۹۱۱ھ) نے مصطلح پر مستقل منظوم تصنیف کی (۱۰۳)

۵۴. تدریب الراوی

امام جلال الدین السیوطی (م ۸۴۹-۹۱۱ھ)(۱۰۴) امام النووی کی تقریب کی شرح ہے۔ اس کتاب میں سیوطی نے بڑی تفصیل سے تقریب کے نکات کو بیان کیا ہے۔ متقدمین سے بہت استفادہ کیا گیا ہے۔

فہم ذوی النظر فی شرح منظومۃ الاثر

مؤلف: محمد بن محفوظ الترمسی (م ۹۲۸ھ (۱۰۵) علامہ سیوطی کے الفیہ کی شرح ہے۔

۵۷. سلک الدرر فی مصطلح اهل الاثر

مؤلف: شمس الدین احمد بن سلیمان الراوی المعروف بابن کمال پاشا (م ۹۴۰ھ (۱۰۷)

۵۸. کفوالاثر فی صفو علوم الاثر

مؤلف: رضی الدین محمد ابن یحی بن یوسف الحلبی (۹۶۳ھ)(۱۰۸)

فتح الباقی بشرح الفیہ العراقی

مؤلف: شیخ الاسلام زکریاالانصاری (م ۹۲۶ھ یا ۹۲۸ھ)(۱۰۹) ابویحی زکریا بن محمد السنیکی الازھری، الفیہ عراقی کی نہایت عمدہ شرح ہے جس میں بہت زیادہ علمی نکات ہیں۔ اس کا ایک مخطوطہ قاہرہ ضمیمہ ۲۴۲۱ ورق ۲۰۴ میں جامعۃ الازھر میں مصطلح ۳۳۷ نمبر ہے۔

۶۰. الفرائد المنظمہ والفوائد المحکمہ (فیما یقال فی ابتداء تدریس الحدیث الشریف)

مؤلف: نجم الدین محمد ابن احمد بن علی الاسکندری الغیطی (۹۸۱ھ)(۱۱۰)

۶۱. اصول الحدیث۔

مؤلف: زین الدین محمد بن بیر علی البرغوئی (م ۹۸۱ھ)(۱۱۱)

٦٢. المختصر فی مصطلح اھل العصر

مؤلف: شیخ عبداللہ ابن بھاء الدین محمد ابن عبداللہ العجمی الشنشوری (م ٩٩٩ھ (١١٢)

دور رابع

(گیارہویں صدی ہجری تا دور حاضر)

اس دور میں پہلے ادوار کی تصانیف پر کام ہوا زیادہ تر اختصار سے کام لیا گیا۔ بعض شرحیں لکھی گئیں۔ بعض لوگوں نے اصول حدیث کے معاملہ میں دفاع کیا۔

٦٣. شرح قصیدہ الاشبیلی

بدرالدین محمد بن یحیی بن عمر العراقی المالکی القفیہ القرافی (١٠٠٨ھ)(١١٣) نے بھی اس کی شرح لکھی۔

٦٤. رسالہ مصطلح الحدیث

مؤلف: ملاعلی بن سلطان محمد المعروف بالقاری الحنفی (م ١٠١٤ھ)(١١٤)

٦٥. مصطلحات اہل الاثر فی شرح النخبة

مؤلف: ملاعلی ابن سلطان محمد القاری (م ١٠١٤ھ (١١٥)

٦٦. الیواقیت والدرر فی شرح نخبة الفکر

مؤلف: محمد عبدالرؤف بن تاج العارفین الحدادی المنادی القاہری بہت بڑے محدث تھے (م ١٠٣١ھ (١١٦) یہ بھی نخبہ الفکر لابن حجر کی شرح ہے۔

٦٧. بغیة الطالبین لمعرفة اصطلاح المحدثین

مؤلف: عبدالرؤف المنوی (م ١٠٣١ھ (١١٧)

٦٨. التوضیح الابھر لتذکرة ابن الملقن

مؤلف: الحافظ السخاوی (م ١٠٣١)(١١٨) یہ التذکرہ لابن الملقن کی شرح ہے جو سخاوی نے مرتب کی ہے۔

٦٩. القول البدیع فی اصول الحدیث

مؤلف: حسین القدسی السادا قی الحسینی کان حیافی (١٠٧٧ھ (١١٩)

۷۰. المنظومة البيقونيه

مؤلف: عمر بن محمد البيقوفي(م ۱۰۸۰ھ/۱۶۶۹ء)(۱۲۰) اس میں چونتیس اشعار ہیں۔ جن میں مصطلح الحدیث کو اہم انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

۷۱. حاشیه علی البیقونیه

مؤلف: الشیخ عطیه الاجھوری(م ۱۱۹۰ھ(۱۲۱) مخطوطه کا ایک نسخه دارالکتب المصریه (رقم ۱۷۳۳)میں موجود ہے۔

۷۲. شرح منظومة البیقونیه

حسن محمد نشاط نے بھی البیقونیہ کی شرح لکھی ہے(۱۲۲)

۷۳. نهاية التعريف باقسام الحديث الضعيف

مؤلف: احمد بن عبدالمنعم بن یوسف الشافعی (م ۱۱۹۲ھ)(۱۲۳)

۷۴. بلغة الاريب فی مصطلح آثار الحبيب

المؤلف: محمد مرتضی الزبیدی معروف لغوی صاحب تاج العروس (م ۱۲۰۵ھ)(۱۲۴)

۷۵. شرح الزرقانی علی البیقونیه

تالیف: محمد بن عبدالباقی الزرقانی المصری المالکی، (م ۱۱۲۴ھ(۱۲۵) توضیح الافکار لمعانی تنقیح الانظار محمد بن اسماعیل الامیر الحسنی الصنعانی(م ۱۱۸۲ھ)(۱۲۶) اس کے مقدمہ میں لکھا ہے جو عالم اس کتاب کو پڑھے گا اس کو معلوم ہوگا:

ان هذا الكتاب توضحيح واف للافكار العظيمه التى يشتمل عليهما كتاب " تنقيح الانظار" صاحب توضيح الافكار کے متعلق لکھا وكان مع ذلک كله رجلا حرالراى:يوافق المصنف ماوافق الحق فى نظره ويخالفه ما انحرف عما يعتقده صوابا ويبين مافى عبارة المؤلف من قصور عن تاديه المعنى الذى يحوم حوله(مقدمه توضيح الافكار)

اس کا ذکر پہلے تنقیح الانظار کے ساتھ ہوچکا ہے۔

۷۶. قصب السكر فى نظم نخبة الفكر

محمد بن اسماعیل الحسنی نے لکھی(۱۲۷) نخبۃ الفکر کو ۲۰۱ اشعار میں بہت اچھے انداز سے منظوم کیا۔

۷۷. شرح اسبال المطر علی قصب السکر،

خود محمد بن اسماعیل الحسنی ہی اس منظوم کی شرح لکھی۔ جیسا کہ اس شرح کے مقدمہ میں لکھا ہے:

فهذا شرح على منظومتنا قصب السكر فى نظم نخبة الفكر حل مبانيها وابان معانيها مع اختصار واقتصار ووفا بيان القواعد والمختار (مقدمه اسبال المطر (۱۲۸)

۷۸. شرح قصب السکر فی نظم نخبة الفکر،

یہ شرح عبدالکریم بن مراد الاثری نے لکھی جو نہایت ہی عمدہ ہے (۱۲۹)

۷۹. العرجون فی شرح البیقون

مؤلف: نواب صدیق حسن خان القنوجی (۱۳۰۷ھ (۱۳۰)

۸۰. نظم مصطلح الحدیث

مؤلف: ابوالمواھب عبد الحفیظ (م ۱۳۲۷ھ/۱۸۹۴ء (مراکش) کا بادشاہ رہا (۱۳۱)

۸۱. البهجه الوضیه شرح متن البیقونیه

مؤلف: شیخ محمود نشابہ (م ۱۳۲۸ھ (۱۳۲)

۸۲. قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث

مؤلف: محمد جمال الدین قاسمی (۱۲۸۳ھ-۱۳۳۲ھ/۱۸۶۶-۱۹۱۴ء) اصول حدیث کی بہت اچھی کتاب ہے۔ جدید ترتیب مناسب عناوین دے کر اس کو لکھا گیا ہے۔ پچھلی تمام کتب کو سامنے رکھ کر اس کی تکمیل کی گئی ہے اس کتاب میں علم اور علم حدیث کی فضیلت، حدیث، خبر، اثر، حدیث قدسی، صحابہ میں زیادہ حدیث بیان کرنے والے علوم حدیث کی تمام اقسام حدیث کی اصطلاحات کے متعلق محدثین کی الگ الگ رائیں لکھی ہیں۔ یہ کتاب نہایت ہی مفید ہے۔

۸۳. توجیه النظر الی علم الاثر

مؤلف: شیخ طاہر بن صالح الجزائری (م ۱۲۶۸-۱۳۳۸ھ/۱۸۵۲-۱۹۲۰ء) (۱۳۴)

۸۴. مصطلح الحدیث

مؤلف: شیخ عبدالغنی محمود (م ۱۳۴۶ھ (۱۳۵)

۸۵. طراز الحدیث فی فن مصطلح الحدیث

مؤلف: محمد ابوالفضل الوراقی (م ۱۳۵۰ھ) (۱۳۶)

۸۶. المجزی فی علوم الحدیث

مؤلف: محمد علی ابن احمد بن استاذ الازھر (م ۱۳۶۳ھ) (۱۳۷)

ذیل میں بعض ایسی کتب ہیں جو مکمل طور پر اصول سے تعلق نہیں رکھتی لیکن ان میں اصول حدیث کے بعض مباحث ہیں۔

۸۷. مقدمہ تحفتہ الاحوذی

عبدالرحمن مبارک پوری یہ مولانا کی کتاب تحفہ الاحوذی شرح فن الترمذی کا مقدمہ ہے لیکن اس میں اصول حدیث کے متعلق بہت سے اہم مباحث پر تبصرہ کیا گیا ہے (۱۳۸)

۸۸. علوم الحدیث : صبحی صالح (۱۳۹)

اس کتاب میں علوم الحدیث سے متعلق بڑے علمی مضامین کو قلبند کیا گیا ہے۔

۸۹. مفتاح السنہ:

عبدالعزیز خولی کی کتاب ہے۔ اس میں حدیث اور فنون حدیث کی تعریف لکھی گئی ہے (۱۴۰)

۹۰. المنہج الحدیث فی علوم الحدیث :

ڈاکٹر شیخ محمد السماحی کی کتاب (۱۴۱)

۹۱. الحدیث والمحدثون، محمد محمد ابوزھرہ (۱۴۲)

اس کتاب میں مؤلف نے حدیث رسول کی عظمت واہمیت منکرین حدیث کے جوابات لکھے اور مختلف ادوار میں سنت پر تبصرہ کیا ہے۔ دور نبوی سے لے کر موجودہ دور تک سات ادوار میں تقسیم کیا ہے بعد ازاں علم حدیث کی اصطلاحات کو زیر بحث لائے۔

۹۲. منہج النقد فی علوم الحدیث ، نورالدین عتر (۱۴۳)

اس کتاب میں اصطلاح حدیث اس کے مختلف ادوار، رواۃ الحدیث، تاریخ الرواۃ، مقبول و مردود، علو سند، انقطاع، تفرد الحدیث، اور پھر اس کے نتائج وغیرہ پر بحث کی۔

۹۳. دراسات فی الحدیث النبوی

ڈاکٹر محمد مصطفی اعظمی (۱۴۴) یہ ڈاکٹر صاحب کے پی ایچ ڈی تھیسز کا عربی ترجمہ ہے جو

انہوں نے کیمبرج یونیورسٹی سے کی تھی۔ اس کا عنوان(EARLY HADITH LITERATRE) تھا۔

۹۴۔ HADITH METHODOLOGY ڈاکٹر مصطفی اعظمی(۱۴۵) کی کتاب ہے۔

۹۵. منهج النقد عند المحدثين

ڈاکٹر مصطفی اعظمی(۱۴۶)

۹۶. توجيه القاری

حافظ ثناء اللہ الزاهدی(۱۴۷)

۹۷. احاديث الصحيحين بين الظن واليقين

حافظ ثناء اللہ الزاہدی(۱۴۸)

۹۸۔ HADITH LITERATRE ڈاکٹر زبیر احمد صدیقی(۱۴۹)

۹۹۔ AUTHENTICITY OF HADITH ڈاکٹر خالد محمود(۱۵۰)

۱۰۰۔ تیسیر مصطلح الحدیث ڈاکٹر محمود طحان(۱۵۱)

۱۰۱۔ دراسہ الاسانید، ڈاکٹر محمود طحان(۱۵۲)

۱۰۲۔ THE AUTHORITY AND AUTHENTICITY OF HADITH محمد شبیر(۱۵۳)

الحواشی

۱. السیوطی، عبدالرحمن جلال الدین ، تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی ، ج:۱ص:۵(المکتبة العلمیه القاہرہ ۱۹۵۹ء)
۲. ابن حجر، نزھة النظر فی توضیح نخبة الفکر،۱٦(فاروقی کتب خانه ملتان.
۳. اسدرستم ، مصطلح التاریخ ص۸۳.٦٤۰(بیروت)
۴. السیوطی ، تدریب الراوی ، ج:۱ص:۵
۵. ایضاً ۱٦.۵
٦. ڈاکٹرمصطفی سباعی ، السنة ومکانتهافی التشریع الاسلامی (بیروت؟دمشق)
۷. السیوطی ، تدریب الراوی، ۱،۵
۸. ۱)ملاحظه ہو: تذکرة الحفاظ، جلد اول
۲)خطیب بغدادی، تقیید العلم
۳)ابن عبد البر، جامع بیان العلم وفضله ، ج:۱
۹. سورة الحجرات ، آیت:٦
۱۰. الطبرانی ، المعجم الکبیر، ج:۱۷، ص:۴۹(مکتبه ابن تیمیه القاھرہ)
۱۱. مسلم، الجامع الصحیح، ج:۱ص:۴۴(المقدمه) (نورمحمد اصح المطابع کراچی۱۹۵٦ء) الذھبی ، میزان الاعتدال، ج۱ص:۳۰۴، دارا المعرفه بیروت الاول۱۳۵۲ھ/۱۹٦۲ء
۱۲. الذھبی ، تذکرة الحفاظ، ج:۱ص:۲، دائرة المعارف عثمانیه حیدرآباد۱۳۷٦ھ/۱۹۵٦ء الطبعة الرابعه
۱۳. ایضاً ص:٦
۱۴. ایضاً ،۱۰: محمد بن ابراھیم الوزیر الیمانی، العوام والقوام فی الذب عن سنة ابی القاسم ص:۲۸۴/۱۰۲، عمان الطبعة الاول ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء
۱۵. ابن عبدالبر، التمھید ج:۱ ص:۴۵(وزارة الاوقاف والشئون الاسلامیه المملکة الغربیه(۱۹۷۹ء/۱۳۹۴ھ)
۱٦. البخاری ، الجامع الصحیح ،ج:۱ص:۲۱ کتاب العلم ، ابن عبدالبر، التمھید ،ج:۱ص:۴۳
۱۷. ابن الصلاح، علوم الحدیث، ص:۲٦۴، الصحابه کلھم عدول؟
۱۸. ایضاًص:۲۷۱

۱۹. مسلم، الجامع الصحیح (مقدمہ) ،ج:۱ص:۴۴٪ نورمحمد اصح المطابع کراچی، ابن رجب ، شرح العلل ص:۸۱ تحقیق صبحی جاسم بغداد۱۳۹۶ء

۲۰. الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد، شرف اصحاب الحدیث ص:۴۱(انقرہ ۱۹۷۱ء)

۲۱. آنحضرت کے چچازادبھائی تھے ان کا انتقال ۶۸ ھ میں ہوا(تذکرۃ الحفاظ ج:۱ص:۴۰)

۲۲. ابن الاثیر، اسد الغابہ، ج:۳ص:۱۰۶، ابن حجر، تہذیب التہذیب، ج:۵ص:۱۱۱(عبادہ بن الصامت الانصاری ت۳۴ھ)

۲۳. الذہبی، تذکرۃ الحفاظ،ج:۱ص:۴۴ انس بن مالک الانصاری(ت۹۳ھ)

۲۴. الذہبی، تذکرۃ الحفاظ،ج :۱ص :۵۴، سعید بن المسیب المخزومی (ت۹۴ھ)

۲۵. عامربن شراحیل الشعبی (ت۱۰۳ھ) تہذیب التہذیب۵/۶۵، خطیب البغدادی تاریخ بغداد،۵/۳۳

۲۶. محمد بن سیرین البصری(ت۱۱۰ھ)تہذیب التہذیب۹/۲۱۴

۲۷. عمربن عبدالعزیز القرشی(ت۱۱۰ھ)

۲۸. محمد بن مسلم الشہاب الزہری(ت۱۲۴ھ)

۲۹. مبارک پوری، عبدالرحمن ، مقدمہ تحفۃ الاحوذی، ص:۳.۲

۳۰. یحی بن معین(ت۲۳۴ھ)تذکرۃ الحفاظ۲/۱۶، تہذیب التہذیب۱۲/۲۸۰

۳۱. محمد بن سعد، واقدی کے کاتب کے نام سے معروف ہیں،تہذیب التہذیب ۹/۱۸۲ ،تاریخ بغداد۵/۳۲۱

۳۲. امام احمد بن حنبل بڑے معروف امام فقیہ اور مجتہد ہیں، تاریخ بغداد۴/۴۱۲، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ۱۰/۳۲۵

۳۳. علی بن عبداللہبن جعفر المدینی(ت۲۳۴ھ(تذکرۃ الحفاظ۲/۱۵ تہذیب التہذیب۷/۳۴۹)

۳۴. السیوطی، جلال الدین، عبدالرحمن، تدریب الراوی،ج:۱ص:۴

۳۵. ابومحمدالحسن بن عبدالرحمن بن خلاد الرامھر مزی(تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۳، کشف الظنون۲/۱۶۶۰ شذرات الذھب،۳/۳۰ محمد محمد ابوزھرہ، تاریخ حدیث ومحدثین،۴۹۷)۴.رامھرمزی حسن بن عبدالرحمن بن خلاد رامھرمزی، فارسی ، ابومحمدکنیت تھی. اپنے زمانے میں"محدث عجم"تھے ، ادیب اورقاضی تھے (الاعلام۲:۱۹۴)

۳۶. تدریب الراوی،ج:۱ص:۴. صبحی صالح، علوم الحدیث(اردوترجمه) ص:۱۴۱،صبحی الصالح، علوم الحدیث مصطلحه : ۱۰۸، فصل اول.

۳۷. صبحی صالح، علوم الحدیث(اردو)۱۴۲

۳۸. ایضاً ،ص:۱۴۳

۳۹. سورة البقرة:۱۰۶

۴۰. محمدمحمد ابوزهره، تاریخ حدیث ومحدثین،ص:۶۲

۴۱. ڈاکٹرخالدعلوی، حفاظت حدیث،ص:۲۹۳

۴۲. العینی، عمدة القاری،ج:۱ص:۵ ، زکریا انصاری، فتح الباقی ج:۱ص: ۴۰ السخاوی، فتح المغیث، ج:۱ص:۵۱ شاه ولی الله، حجة اللّٰه البالغه۱:۱۳۵

۴۳. اصل کتاب ملاحظه کریں.

۴۴. تذکرة الحفاظ، مکمل مقدمه تدریب الراوی.

۴۵. السیوطی، تدریب الراوی، (المقدمه)ص:ج:: مکتبة العلمیه المدینه المنوره الطبع الأول۱۹۵۹ء

۴۶. حاجی خلیفه، کشف الظنون،۲/۱۶۲۲ ابن العمادشذرات الذهب۳/۳۰ ملاحظه ہو المحدث الفاصل بین الراوی و الواعی، تحقیق ڈاکٹر محمد عجاج الخطیب دارالفکر، بیروت الطبعة الاولی۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱، ۶۸۶ صفحات پر مشتمل ہے . ابن حجر نزهته النظر شرح نخبه الفکر،۳

۴۷- ابن حجر، نزهه النظر،۳، یہ معرفته علوم الحدیث کتاب ڈاکٹر سید معظم حسن چیئرمین میں شعبہ عربی اور اسلامیات ڈھاکہ یونیورسٹی کی تحقیق سے پہلے ۱۹۳۷ء میں قاہرہ سے اور پھر دار الافاق الجدیدہ ، بیروت سے ۱۹۸۰ء میں چوتھی مرتبہ شائع کی ہے۔ اس کے ۲۶۷ صفحات ہیں۔ معرفته علوم الحدیث کی بڑے بڑے علماء نے تعریف کی ہے۔ علامہ الجزائری نے لکھا ہے:

توجیه النظر الی علوم الاثر(ص:۱۶۳.۲۰۳) وقفناعلی کتاب معرفة علوم الحدیث للحافظ الاجل المجمع علی صدقه وامامة فی هذا الفن ابی عبدالله محمد بن عبدالله الضبی المعروف بالحاکم فوجدنافیه فوائد مهمه رائعه ینبغی لطالبی هذا الفن(معرفه علوم الحدیث ص ک ط) ابن خلدون نے "مقدمه" ص:۳۶۸ میں اس کاذکر کیاہے: وقد الف الناس فی علوم الحدیث واکثر واومن فحول علمائه وائمتهم ابو عبدالله الحاکم وتالیفه فیه شهورة وهوالذی هذبه واظهر محاسنه(معرفه علوم ص ک ط)

۴۸. ابن حجر، نزهة النظر شرح نخبة الفکرص:۳، الذهبی، میزان الاعتدال۱/۵۲

۴۹- ابن خلکان وفیات الاعیان، ۲/۱ الکفایہ حیدر آباد دکن سے ۱۳۵۷ھ میں شائع ہوئی،

پھر اس کی فوٹو کاپی المکتبۃ العلمیہ بیروت نے شائع کی اس کے ۴۵۱ صفحات ہیں۔

۵۰۔ ابن حجر، نزھۃ النظر، ۴

۵۱۔ خطیب بغدادی کی یہ کتاب ڈاکٹر محمود طحان کی تحقیق سے ۱۹۸۳ء میں الریاض سے دو جلدوں میں مکتبہ المعارف (سعودی عرب) سے شائع ہوئی۔ ڈاکٹر محمود طحان کے علاوہ ڈاکٹر رفعت سعید کی تحقیق سے مکتبہ الفلاح الکویت سے بھی شائع ہو گئی ہے۔

۵۲۔ ابن حجر، شرح نخبۃ الفکر، ص:۳

۵۳۔ خطیب بغدادی، الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع، فھرس الموضوعات

۵۴۔ قاضی عیاض اندلس کے مشہور محدث ہیں۔ ابن خلکان ۱/۳۶۲، الالماع معروف محقق احمد صقر کی تحقیق ہے۔ قاہرہ اور ٹیونس سے ۱۹۷۰ء سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔

۵۵۔ یہ کتاب صبحی السامرائی کی تحقیق سے ۱۹۸۷ء میں بغداد سے شائع ہوئی پھر الجامعہ الاثریہ پشاور سے مولانا عبدالعزیز النورستانی کی تحقیق سے شائع ہوئی جو صرف ۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

۵۶۔ اس کا مخطوطہ آیا صوفیہ ترکی میں نمبر ۲/۲۹۶۱ پر ہے۔

۵۷۔ وفیات الاعیان ۱/۳۱۲، شذرات الذھب ۵/۲۲۱ مقدمہ الصلاح کے مصر، ہندوستان، بیروت، سعودی عرب اور پاکستان سے کئی ایڈیشن شائع ہوئی ہے۔ حلب سے نورالدین عتر کی تحقیق ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء میں شائع ہوئی۔

۵۸۔ شرح نخبہ الفکر ص:۵-۶

۵۹۔ یہ کتاب ڈاکٹر نورالدین عتر کی تحقیق ہے۔ ۱۹۸۸ میں دمشق سے شائع ہو چکے ہیں۔ یہ کتاب دو جلدوں میں مطبوع ہے۔ عبدالباری فتح اللہ السلفی کی تحقیق سے ۱۹۸۷ء میں مکتبۃ الایمان المدینہ المنورہ سے شائع ہوئی۔

۶۰۔ یہ بھی امام نووی کی کتاب ہے۔ پہلی کتاب سے مختصر ہے۔ محمد عثمان الخشت کی تحقیق سے دار کتاب العربی بیروت نے ۱۹۸۵ء میں شائع کیا اس کے ۱۲۷ صفحات ہیں۔ مکتبہ خاور لاہور سے بھی ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئی۔

۶۱۔ اس کتاب کا مخطوطہ القاہرہ الازہر میں ۳۷۰ نمبر پر ہے۔

۶۲۔ شذرات الذھب، ج:۵ ص:۳۴۳-۳۴۴ طبقات الحفاظ ص:۵۱۸

۶۳۔ ابن حجر، الدرر الکامنۃ ۴/۱۹، شذارت الذھب ۶/۵ السیوطی، طبقات الحفاظ، ۵۱۶ الاقتراح ۱۹۸۲ء میں مکتبہ الارشاد سے بغداد سے شائع ہوئی پھر دار الکتب العلمیہ۔ بیروت سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی۔

۶۴۔ اس کا ایک مخطوطہ القاہرہ مصطلح ۱-۱۳۰ مجموعہ ۵۰ میں ہے۔

۶۵۔ طبقات الحفاظ ص: ۵۲۰-۵۲۱، ابن تیمیہ کی یہ کتاب محمد موسی کی تحقیق سے بیروت سے شائع ہوئی ہے۔

۶۶۔ الدرر الکامنۃ ۳/۲۸۰ النجوم الزاہرۃ ۹/۲۹۸ المنھل الراوی ڈاکٹر سید محمد السید نوح کی تحقیق سے کلیہ اصول الدین فرع جامعہ الازہر منصورہ نے شائع کی۔

۶۷۔ ملاحظہ ہو فھرس المکتبۃ الظاہریہ (مصطلح الحدیث)

۶۸۔ الدرر الکامنہ ۱/۳۷۳، البدر الطالع ۱/۱۵۳ الخلاصہ مکتبہ الارشاد بغداد سے ۱۹۷۱ء میں صبحی السامرائی کی تحقیق سے شائع ہوئی اس کے ۱۸۷ صفحات ہیں۔

۶۹۔ امام الذھبی مشہور محدث اور مؤرخ ہیں۔ ان کی کتب سیر اعلام النبلاء (۲۵ جلد) تاریخ اسلام (۳۷ جلد) اور تذکرۃ الحفاظ (۳ جلد) چھپ چکی ہیں یہ علم حدیث پر ان کی معروف کتاب ہے، قیام برطانیہ کے دوران اس کو محدث عصر الدکتور شیخ محمد سعید الباد نجکی الندوی حفظہ اللہ سے لے کر پڑھا تھا۔ آخر میں شیخ نے دیگر محدثین کی طرح تحریر بھی لکھی) یہ کتاب مکتبہ مطبوعات الاسلامیہ حلب سے عبد الفتاح ابوغدہ کی تحقیق سے ۱۴۰۵ھ میں شائع ہوئی ۲۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۷۰۔ السیوطی، طبقات الحفاظ، ص: ۵۴۹

۷۱۔ السیوطی، ان کی کتاب پہلے بھی ذکر ہوئی ہے۔

۷۲۔ حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر، مشہور مفسر، محدث اور مؤرخ ہیں، ان کی کتب میں تفسیر القرآن العظیم، اور البدایہ والنہایہ ہیں۔ البدر الطالع ۱/۱۵۳، الدرر الکامنہ ۱/۳۷۳، طبقات الحفاظ، ۵۳۳-۵۳۴ اختصار علوم الحدیث مع شرح الباعث الحثیث احمد محمد شاکر کی تحقیق سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کے ۲۴۸ صفحات ہیں۔

۷۳۔ ابراھیم بن عمر البقاعی، دیکھیں: البدر الطالع ۱/۱۹، الضوء اللامع ۱/۱۱

۷۴۔ محمد بن بہادر بن عبد اللہ الزرکشی، دیکھیں: کشف الظنون ۱/۱۲۰۰ شذرات الذھب ۶/۳۳۵

۷۵۔ اس کتاب کا ایک مخطوطہ لیڈن میں نمبر ۱۵۱۷ میں ہے۔

۷۶۔ اس کتاب کا ایک مخطوطہ القاہرہ (مصطلح الحدیث ۲۷۲-۳۰۰) میں موجود ہے۔

۷۷۔ الضوء للامع ۶/۱۰۰، المقنع عبد اللہ بن یوسف الجدیع کی تحقیق سے دار فواز الاحساء سے ۱۹۹۲ء میں دو جلدوں میں شائع ہوئی۔ اس کا قلمی نسخہ میرے پاس ہے جو میں نے چیسٹر بیٹی سے لیا تھا۔

۷۸۔ ایضاً یہ کتاب بھی چھپ چکی ہے۔ اس کا قلمی نسخہ میرے پاس موجود ہے۔

۷۹۔ عمر بن ارسلان الکنانی البلقینی المصری الشافعی، دیکھیں: الضوء اللامع ۶/۸۵ شذرات

الذھب ۷/ ۱۵ محاسن الاصطلاح دار الکتب المدینہ القاہرہ سے ۱۳۹۴ھ میں طبع ہوئی۔

۸۰- الفیہ العراقی اس کتاب کو جمعیۃ النشر والتالیف الاثریہ دار الحدیث جلال پور سے ۱۹۶۸ء میں مولانا محمد رفیق الاثری کی تحقیق سے شائع ہوئی۔ یہ نہایت عمدہ کتاب ہے۔

۸۱- عبد الرحیم بن الحسین المعروف الحافظ العراقی، دیکھیں: الضوء اللامع ۴/ ۱۷۱ حسن المحاضرہ ۱/ ۲۴۲ الشیخ محمد حامد اور محمود حسن ربیع کی تحقیق سے (۱۹۸۸ء/ ۱۳۵۵ھ) قاہرہ اور بیروت سے شائع ہوئی۔

۸۲- اس کتاب کا مخطوطہ برلن (نمبر ۱۰۴۷) میں موجود ہے۔

۸۳- علی بن محمد بن علی المعروف الشریف الجرجانی، الضوء اللامع ۵/ ۳۲۸ مفتاح السعادۃ ۱/ ۱۶۷ دہلی سے چھپ چکی ہے۔ ۲۳۔ الجرجانی: علی بن محمد بن علی، فلسفی تھے۔ کبار علماء عربیت سے تھے تاکو (استر آباد کے قرب ایک گاؤں) میں پیدا ہوئے۔ شیراز میں حصول علم کیا۔ ۷۸۹ھ کو جب تیمور شیراز میں داخل ہو گیا تو جرجانی وہاں سے سمرقند بھاگ نکلے اور تیمور کی وفات تک وہاں ٹھہرے رہے۔ پھر شیراز واپس آئے۔

۸۴- ہندوستان سے طبع ہو چکی ہے۔

۸۵- محمد بن یعقوب فیروز آبادی البدر الطالع ۲/ ۲۸۰، دیکھیں: الضوء اللامع ۱۰/ ۷۹

۸۶- محمد بن ابی بکر الکنانی الحموی الشافعی المعروف بابن جماعہ، دیکھیں: شذرات الذھب ۷/ ۱۳۹، الضوء اللامع ۷/ ۱۷۱، یہ الامیر کے حاشیہ کے ساتھ مصر سے طبع ہو چکی ہے۔

۸۷- البدر الطالع ۲/ ۱۸ الضوء اللامع ۶/ ۲۷۲، مقدمہ توضیح الافکار ص: ۶۶-۶۷

۸۸- محمد بن اسماعیل بن صلاح المعروف بالامیر الصنعانی، دیکھیں: البدر الطالع ۱/ ۱۳۷ ابجد العلوم ۸۶۸، توضیح الافکار مصر سے چھپ چکی ہے۔

۸۹- دیکھیں مقدمہ النکت علی ابن اصلاح، الضوء اللامع ۲/ ۳۶ البدر الطالع ۱/ ۱۷

۹۰- شرح نخبۃ الفکر ص: ۳۰ کتاب مصر اور پاک وہند سے متعدد بار چھپ چکی ہے۔

۹۱- ڈاکٹر ربیع بن ھادی عمیر کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں الجامعہ الاسلامیہ المدینہ المنورہ سے ۱۹۸۴ء میں شائع ہوئی۔

۹۲- پہلے حلب میں چھپی اور پھر مصر میں المکتبہ السلفیہ (المدینہ المنورہ) کے ذریعہ اشاعت پذیر ہوئی۔

۹۳- ایک طویل دوسری مختصر مصر سے طبع ہو چکی ہے۔

۹۴- احمد بن محمد بن محمد الشمنی الاسکندری، اسکندریہ میں پیدا ہوئے، قاہرہ میں فوت ہوئے، دیکھیں: شذرات الذھب ۷/ ۳۱۳ البدر الطالع ۱/ ۱۱۹، الضوء اللامع ۲/ ۱۷۴

۹۵- اس کا مخطوطہ مکتبہ اسد آفندی استنبول (نمبر ۲۴۹) میں ہے۔

۹۶- محمد بن سلیمان بن سعد ابو عبداللہ الکافیجی، دیکھیں: الضوء اللامع ۷/۲۵۹، شذرات الذھب ۷/۳۲۶

۹۷- قاسم بن قطلوبغا، دیکھیں: البدر الطالع، ۲/۲۵، الضوء اللامع ۶/۱۸۴

۹۸- دیکھیں حاشیہ نمبر ۹۳

۹۹- محمد بن عبدالرحمن السخاوی، دیکھیں: الضوء اللامع ۸/۲۳۲ شذرات الذھب ۹/۱۵

۱۰۰- یہ رسالہ سنن الترمذی کے شروع میں لکھنو سے ۱۹۷۶ء میں چھپا

۱۰۱- عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی، جلال الدین، دیکھیں: شذرات الذھب ۸/۵۱ الضوء اللامع ۴/۶۵ کشف الظنون ۲/۱۳۵۲

۱۰۲- یہ مخطوطہ الجامع الازھر میں مصطلح نمبر ۲۲۷ میں موجود ہے۔

۱۰۳- الغنیہ معروف کتاب دیکھیں برائے سیوطی حاشیہ نمبر ۱۰۱

۱۰۴- دیکھیں حاشیہ نمبر ۹۷، تدریب الراوی کو دو جلدوں میں دارالکتب العلمیہ بیروت نے ۱۹۷۹ء میں عبدالوھاب عبدالطیف کی تحقیق سے شائع کیا

۱۰۵- ۱۹۵۵ء میں قاھرہ سے شائع ہو چکی ہے۔

۱۰۶- مقدمہ معرفۃ علوم الحدیث

۱۰۷- اس کا مخطوطہ برلن میں (۱۱۲۰ نمبر) ہے۔

۱۰۸- یہ رسالہ قاھرہ سے ۱۳۲۶ میں شائع ہوا۔

۱۰۹- (ت ۹۲۶ یا ۹۲۸ھ) الضوء اللامع ۲ ص: ۲۳۴-۲۳۸ البدر الطالع ۲/۲۵۲ سیوطی، نظم العقیان ۱۱۳، معجم المؤلفین ۴/۱۸۲ (اس کتاب کی معروف عالم دین حافظ ثناء اللہ الزاھدی نے سات نسخوں کا تقابل کر کے تحقیق کے بعد شائع کیا ہے جامعہ العلوم الاثریہ جہلم ۱۴۱۳ھ) یہ کتاب ۷۴۸ صفحات میں شائع ہوئی ہے۔

۱۱۰- اس کا مخطوطہ قاھرہ سے ۱۳۲۶ھ میں شائع ہوا۔

۱۱۱- یہ کتاب ۱۲۹۸ھ میں استنبول سے شائع ہوئی۔ اس کا حاشیہ شیخ داؤد بن محمد الفارس نے لکھا۔

۱۱۲- یہ مخطوطہ الجامعہ الازھر میں مصطلح (نمبر ۳۷۰) میں ہے۔

۱۱۳- محمد بن یحیی بن عمر بدرالدین العراقی المالکی الفقیہ، دیکھیں معجم المطبوعات ص: ۱۵۰۲

۱۱۴- علی بن سلطان المعروف بالقاری، الحنفی، دیکھیں البدر الطالع ۱/۴۴۵ معجم المطبوعات ۱۷۹۱

۱۱۵- حاشیہ نمبر ۱۱۴ دیکھیں یہ کتاب استنبول سے اور پھر پاکستان میں بھی چھپ چکی ہے۔

۱۱۶- محمد عبد الرؤف بن تاج العارفین الحدادی القاھری بہت بڑے محدث تھے۔ دیکھیں: معجم المطبوعات ج: ۲ ص: ۱۷۹۸، انہوں نے شمائل الترمذی کی ایک شرح بھی لکھی جس کے دو نسخے ہمارے پاس موجود ہیں۔

۱۱۷- حاشیہ نمبر ۱۱۶ دیکھیں

۱۱۸- حافظ سخاوی کیلئے پیچھے حاشیہ دیکھیں نمبر ۹۹

۱۱۹- اس مخطوطہ کا ایک نسخہ دار الکتب المصریہ (نمبر ۲۱۴۸) میں موجود ہے۔

۱۲۰- اس مخطوطہ کا ایک نسخہ کوبرلی (نمبر ۳۸۵) میں ہے (ترکی) مطبوع ہے۔

۱۲۱- مقدمہ تیسیر مصطلح الحدیث ص: ۱۳، التقریرات السنیہ شرح منظومہ البیقونیہ فی مصطلح الحدیث (مقدمہ)

۱۲۲- منظومہ بیقونیہ کی یہ شرح حسن محمد نشاط نے لکھی ہے۔ جو دار الکتاب العربی بیروت سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی۔

۱۲۳- اس کا ایک نسخہ قاہرہ (مصطلح نمبر ۲۰-۳۱۹ مجموعہ ۲۲) میں موجود ہے۔

۱۲۴- محمد مرتضی الزبیدی معروف لغوی صاحب تاج العروس ہیں۔ ان کی یہ کتاب قاہرہ سے ۱۳۲۶ھ میں شائع ہو چکی ہے۔

۱۲۵- محمد بن عبد الباقی الزرقانی المصری المالکی، دیکھیں: الرسالہ المستطرفہ ۱۴۳/ ۱ مصر سے ۱۹۴۹ میں شائع ہو گئی ہے۔

۱۲۶- توضیح الافکار کو دار احیاء التراث العربی بیروت نے ۱۳۶۶ھ میں دو جلدوں میں شائع کیا۔

۱۲۷- قصب السکر فی نظم نخبہ الفکر کو فاروقی کتب خانہ نے نزھہ النظر کے آخر میں شائع کیا (ملاحظہ ص: ۱۴۷-۱۶۰)

۱۲۸- پھر خود امیر یمانی نے شرح اسبال المطر علی قصب السکر نظم نخبہ الفکر کو لکھا جسے جمعیۃ النشر والتالیف الاثریہ دار الحدیث جلال پور نے مولانا محمد رفیق اثری کی تحقیق سے شائع کیا۔

۱۲۹- پھر اس کی ایک شرح بنام "شرح قصب السکر نظم نخبہ الفکر جو کہ عبد الکریم بن مراد الاثری نے لکھی مکتبہ الدار المدینہ المنورہ نے ۱۴۰۵ھ میں شائع کیا۔

۱۳۰- نواب صدیق حسن خان قنوجی ابجد العلوم، ج: ۲ ص: ۹۳۹

۱۳۱- یہ کتاب مراکش سے ۱۳۲۷ھ میں شائع ہوئی۔

۱۳۲- طرابلس سے چھپ چکی ہے۔

۱۳۳- محمد جمال الدین القاسمی تقلید کے مخالف تھے مجتہد تھے۔ دیکھیں: الاعلام ۲/ ۱۳۱، قواعد التحدیث کو دار الکتب العلمیہ بیروت نے ۱۹۷۹ میں شائع کیا۔

۱۳۴- طاہر بن صالح الجزائری الدمشقی دیکھیں: الاعلام، مفصل حالات

۱۳۵- قاہرہ سے ۱۹۱۱ میں شائع ہوئی۔

۱۳۶- قاہرہ سے ۱۹۱۸ میں شائع ہوئی۔

۱۳۷- یہ کتاب ۱۹۴۰ میں قاہرہ سے شائع ہوئی۔

۱۳۸- مقدمہ تحفۃ الاحوذی، عبدالرحمن مبارک پوری، ادارہ نشر السنہ ملتان۔

۱۳۹- علوم الحدیث: ڈاکٹر صبحی صالح، دار العلم للملایین بیروت الطبعہ الرابعہ عشرہ ۱۹۵۹م

۱۴۰- مفتاح السنہ: عبدالعزیز خولی، قاہرہ

۱۴۱- المنہج الحدیث فی علوم الحدیث: ڈاکٹر شیخ محمد السماحی، دار الفکر القاہرہ

۱۴۲- الحدیث والمحدثون، محمد محمد ابوزہرہ، دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء

۱۴۳- منہج النقد فی علوم الحدیث الدکتور نور الدین عتر، دار الفکر، دمشق الطبقہ الثالثہ ۱۹۸۱م

۱۴۴- دراسات فی الحدیث النبوی، ڈاکٹر محمد مصطفی اعظمی، المکتب الاسلامی، بیورت/دمشق ۱۹۸۰

۱۴۵- STUDIES IN HADITH METHODOLOGY ANDLITERATUE
اسلامک ٹیچنگ سنٹر انڈیانا پولس، انڈیانا (امریکہ اور کینیڈا) ڈاکٹر محمد مصطفی اعظمی۔

۱۴۶- منہج النقد عند المحدثین، ڈاکٹر محمد مصطفی اعظمی، مکتبہ الکویر الریاض الطبعہ الثالثہ ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء

۱۴۷- توجیہ القاری، حافظ ثناء اللہ الزاهدی، جامعہ العلوم الاثریہ، جہلم الطبعہ الاولی ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

۱۴۸- احادیث الصحیحین بین الظن والیقین، حافظ ثناء اللہ الزاہدی، جامعہ العلوم الاثریہ، جہلم

۱۴۹- HADITH LITERATUE ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی کلکتہ یونیورسٹی پریس کلکتہ ۱۹۶۱م

۱۵۰- AUTHENTICITY OF HADITH ڈاکٹر خالد محمد، دار المعارف لاہور ۱۹۸۸

۱۵۱- تیسیر مصطلح الحدیث ڈاکٹر محمود طحان، مکتبہ دار التراث الکویت، الطبعہ السادسہ ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴

۱۵۲- اصول التخریج ودراسہ الاسانید، ڈاکٹر محمود طحان، دار القرآن الکریم بیروت، الطبعہ الثالثہ ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱م

۱۵۳- THE AUTHORTITY AND AUTHENTICITY OF HADITH AS SOURCE OF ISLAMIC LAW DR. MUDAMMAD SHABBIR, FIRST EDITION 1982 NEW DEHLI KITAIN BHALVAN